

جملوں سے اہل شوق نے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو سینے سے لگایا کہ چار چیزوں کی اس مبارک مہینے میں کثرت کرو۔ دو ایسی ہیں کہ اللہ پاک ان سے راضی ہو جائیں گے، اول کلمہ توحید و سرے استغفار اور دوسرا دو چیزوں کے بغیر تمہیں چارہ نہیں یعنی جنت کی طلب اور دوزخ سے نجات مانگنا۔ تراویح میں پابندی کے ساتھ حاضری اور قرآن کریم سننے اور سنانے کے ماحول نے ایک بہار کا سماء پیدا کیا۔ پڑوسیوں، تیمیوں، غربیوں، بیواؤں، محتاجوں، فقیروں اور مسکینوں کی خبر گیری نے آپسی ہمدردی، محبت اور شفقتوں کے ماحول کو جنم دیا۔ پاک نگاہوں، نیک و خیر کلام، عمدہ عادات اور بہتر اعمال و اخلاق نے صالح معاشرہ کو وجود میں لانے کے لئے اپنا مضبوط اور ثابت کردار ادا کیا۔ اصحاب ہمت اور شاائقین نے سبقت کر کے اپنا ڈیرہ ہی مالک حقیقی کے دربار میں ڈال دیا اور اپنی ٹھنڈی ٹھنڈی آہوں اور گرم گرم آنسوؤں کے ساتھ اپنے مالک ذوالجلال محبوب و خالق حقیقی کے ساتھ سرگوشیوں کا سلسلہ نہایت سوز و گذاز اور محبت کے پیرائے میں شروع کیا۔ اس طرح سے اس کی توجہات خاصہ اور خصوصی نوازشوں کا محور بنے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاک گھر میں پڑے رہ کر ملائکہ کے نورانی ماحول میں ان خوش نصیبوں نے یکسوئی کی دولت کو سمیٹا اور اس کی عالی شان کے مطابق اس کی نوازشوں سے فیض یاب ہوئے۔ بالآخر عید کی رات میں اس نوید شادمانی سے سرفراز ہوئے جس کو مالک حقیقی نے اپنے پیارے محبوب سید الاولین والآخرین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے کھلوایا کہ آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔ اس حال

ابتدائیہ(الف)

از: محمد رحمت اللہ

ماہ مبارک کی رحمتیں اور سعادتیں

یجئے پھر سے اللہ پاک کا فضل و کرم اور احسان ہوا۔ ماہ مبارک اپنی تمام رحمتوں، فضیلتوں، برکتوں اور سعادتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوا۔ لعلکم تینقون کی نوید جانفرزالیکر وارد ہوا۔ اللہ پاک کے غبیٰ تکونی نظام کے تحت اہل ایمان کے دلوں میں نیکی کی طرف رغبت پیدا ہوئی۔ آوارہ سے آوارہ نوجوان بھی اپنی والدہ سے کہتا ہے، اماں! صاف جوڑ انکال کر رکھنا، چاند نکلا تو میں تراویح پڑھوں گا۔ ہاں یہ وہی جوان ہے جو فرض نماز پڑھنے سے بھی جی چراتا تھا۔ چھوٹا مخصوص بھائی اپنی بہن سے چیکے سے کہتا ہے کہ مجھے سحری میں جگا دینا میں بھی سحری کروں گا، اماں مجھے اٹھائے گی نہیں، بلکہ میری نیند کا خیال کر کے مجھے سوتے ہی رہنے دے گی۔

یہ سب کیا ہے؟ ماہ مبارک کی رحمتوں کا نتیجہ۔ گنة گار سے گنة گار آدمی کے لئے رحمت و مغفرت کے دروازے کھل گئے۔ پہلے عشرہ میں رحمتوں، دوسرے عشرہ میں مغفرتوں اور آخری عشرہ میں جہنم سے چھکارے کے اعلانات کے علاوہ افطاری کے وقت روزہ داروں کو خوشیوں سے نوازنے کے وعدے بتائے گئے ہیں۔ تلاوت قرآن کریم، اور ادواذ کار، کلمہ توحید اور استغفار کے وظائف، جنت کے طلب کرنے اور دوزخ سے پناہ چاہنے کے وظائف کا اہتمام کرنے کی ہدایت ملی۔ لا اله الا الله و نستغفر لله و نسئلوك الجنة و نعوذ بك من النار کے مترجم

اے ہمارے رب! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کی اجرت پوری دیدی جائے، تو ارشاد ہوتا ہے کہ فرشتو! میرے غلاموں نے اور باندیوں نے میرے فریضہ کو پورا کر دیا پھر دعا کے ساتھ چلاتے ہوئے عیدگاہ کی طرف نکلے ہیں۔ میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم، میری بخشش کی قسم، میرے علوشان کی قسم، میرے بلند مرتبہ کی قسم میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا۔ پھر ان لوگوں کو خطاب فرمائ کر ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ! تمہارے گناہ معاف کردئے ہیں اور تمہاری برا نیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ پس یہ لوگ عیدگاہ سے اس حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔ یہ کس قدر خوشی اور سرست کا منظر ہوتا ہو گا کہ جو بندہ لرزائی و ترسائی بارگاہ میں آیا تھا وہ مغفرت کا پروانہ لے کر خوشی خوشی جا رہا ہے بلکہ ایک دوسری روایت میں اس انداز سے اس کی منظر کشی کی گئی ہے:

جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر لیلۃ الْجَمَّ (النعام کی رات) سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ، فرشتوں کو تمام شہروں میں صحیحتے ہیں وہ زمین پر اُتر کر تمام گلیوں، راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کریم رب کی درگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے سے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت

میں کہ تم گناہوں سے ایسے پاک و صاف ہو گئے جیسے ماں کے پیٹ سے دنیا میں آنے والا بچہ ہر قسم کے گناہ سے پاک و صاف ہوتا ہے۔ واہ کیا خوب ہے! اپوچھنے والے نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہی لیلۃ القدر۔ کیا یہ شب قدر کا قصہ ہے۔ سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لا۔ ولکن العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ۔ نہیں یہ شب قدربنیں بلکہ کام ختم کرنے پر کام کرنے والے کو اجرہ دی جاتی ہے یہ وہ مرحلہ ہے یعنی آخری رات میں اجرت دینے کا۔ سبحان اللہ۔ شب قدرت و اس کے علاوہ ہے لیلۃ خیر من الف شهر وہ رات ہزارہمینوں سے بہتر ہے لیکن ہے اسی ماہ مبارک کا جز۔ اسی لئے تو لوگوں نے اس رات کی تلاش میں کہیں پورا عشرہ اور یہ نہ سہی تو کم از کم طاق راتیں بیدار ہو کر گذار دیں۔ اور ایسا کیوں نہ کرتے جبکہ خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے پہلا عشرہ اسی کی تلاش میں گذارا پھر دوسرا عشرہ بھی اور اب اس آخری عشرہ میں بھی اسی کی تلاش ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ اسکو خیر عشرہ میں تلاش کرو۔ اس تلاش میں کتنے لوگوں نے اپنی پیاری نیند قربان کی اور شوق و ذوق سے بیداری کی لذت حاصل کی۔ اس طرح سے پورا مہینہ اپنے مالک کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ اس مالک کو اپنے بندوں پر پیار آیا۔ محبت اور شفقت نے اپنارنگ دکھلایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ کے مطابق حق تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر کرتے ہیں اور ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! اس مزدور کا جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کر دے کیا بدلہ ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ

از: محمد رحمت اللہ

ابتدائیہ(ب)

مشترک شمارہ

قارئین اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ شعبان المظہم کا مہینہ دینی مدارس میں تعلیمی سال کی تکمیل کا ہوتا ہے۔ اس لئے اس مہینہ میں مدارس میں سالانہ امتحانات کا انعقاد ہوتا ہے۔ اکابر دارالعلوم دیوبند نے اپنے حسن ظن کی بنا پر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کی ریاستی ذمہ داری راقم السطور کے اوپر ڈالی ہے۔ ساڑھے تین سو سے چار سو کے درمیان مدارس کے سالانہ امتحانات کا انعقاد نیز خود دارالعلوم رحیمیہ جو اللہ پاک کے فضل و کرم سے وسیع و عریض شعبوں پر مشتمل ہے کے انتظامات کا بوجھ رہتا ہے پھر رمضان المبارک میں حضرات اکابر خصوصاً حضرت اقدس فقیہ الامت جامع شریعت و طریقت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات کے زمانے سے ہی ان کے حکم سے اپنے رفقاء کے ساتھ پورے مہینے مسجد شریف میں مقیم رہنے کا سلسلہ قائم ہے جس کو جاری رکھنا ہوتا ہے۔ شعبان المظہم میں ہی مادر علمی دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ بھی ہوتی ہے اور بعض اداروں میں حدیث شریف کی کتابوں کا ختم یا جلسہ کی تقریب بھی ہوتی ہے۔ اس لئے مشغولیات در مشغولیات کا سلسلہ رہتا ہے۔ ہفتہ بھر سے زیادہ مدت کے لئے والدہ محترمہ بھی ہسپتال میں اسی مہینہ (شعبان المظہم) میں داخل رہی۔ ان گونا گوں مصروفیات کی بنابر زیر نظر شمارہ کو دو ماہ یعنی مئی اور جون کا مشترک شمارہ ترتیب دیا گیا۔ قارئین کرام نوٹ فرمائیں۔

فرماتے ہیں، کیا بدلتے ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک اس کا بدله یہی ہے کہ اس کی مزدوری پوری پوری دیدی جائے۔ تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدله میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی اور بندوں سے خطاب فرمایا کہ اسے میرے بندو مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا کروں گا، اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم کہ جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رسوأ اور فضیح نہ کروں گا۔ بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔ پس فرشتے اس اجر و ثواب کو دیکھ کر جو اس امت کو افطار کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کھل جاتے ہیں۔ اللہم اجعلنا منہم۔

اللہ کرے ہمارا رمضان بھی ایسا ہی ہو اور مولا نے حسیم ہمیں بھی اپنے ایسے ہی مقبول و محبوب بندوں میں شامل فرمائے۔ امین یا رب العالمین۔

یہود پر عذاب الٰہی کی وجہ

از: حضرت مولانا مفتی محمد شمسی صاحب رحمہ اللہ (صاحب معارف القرآن)

یسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَبِ أَنْ تَخْبِسَ دِرخواستَ كَرْتَنَےِ ہِنْ أَهْلَ كِتَابٍ
 تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ كَه تو ان پر اتار لائے لکھی ہوئی کتاب
 فَقَدْ سَالُوا مُوسَى أَكْبَرَ مِنْ آسمان سے سوماگنگ چکے ہیں موئی سے
 ذَلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً اس سے بھی بڑی چیز اور کہا ہم کو دکھلادے
 فَأَخَذَتُهُمُ الصُّعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اللہ کو بالکل سامنے سو آپڑی ان پر بھلی ان
 اتَّخَذُوا الْعِجَلَ مِنْ بَعْدِ کے گناہ کے باعث پھر بنالیا بچھڑے کو
 مَاجَأَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ بہت کچھ نشانیاں پہنچ چکنے کے بعد پھر ہم
 ذَلِكَ وَاتَّيَنَا مُوسَى سُلْطَنًا نے وہ بھی معاف کیا اور دیا ہم نے موئی
 مُبِينًا ۵ وَرَفَعَنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ کو غلبہ صرتھ، اور ہم نے اٹھایا ان پر پہاڑ
 بِمِيشَاقِهِمْ وَ قُلْنَالَهُمْ ادْخُلُوا قرار لینے کے واسطے اور ہم نے کہا داخل
 الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ لَا ہو دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور ہم
 تَعْدُوْا فِي السَّبِّتِ وَآخَذْنَا نے کہا کہ زیادتی مت کرو ہفتہ کے دن
 مِنْهُمْ مِيشَاقًا غَلِيلًا ۵ میں اور ہم نے ان سے لیا قول مضبوط۔

ربط آیات

ما قبل کی آیات میں یہود کی بد اعتقادیوں کا ذکر کر کے ان کی ندمت مذکور

تھی ان آیات میں بھی ان کی کچھ دوسری خراب حرکتوں کی ایک طویل فہرست اور ان قباحتوں کی بنا پر ان کے عذاب و سزا کا ذکر ہے اور یہ سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔

خلاصہ تفسیر

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ سے اہل کتاب (یہود) یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس ایک خاص نوشته آسمان سے منگوا دیں سو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں سے اس کو عجیب نہ سمجھئے کیونکہ یہ فرقہ ایسا معاند ہے کہ (انہوں نے (یعنی اس فرقہ کے جو لوگ موسیٰ علیہ السلام کے وقت موجود تھے انہوں نے) موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑی بات کی درخواست کی تھی، اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کو حکلم کھلا (بلا حجاب) دکھلا دو، جس پر ان کی گستاخی کے سبب ان پر کڑک بھلی کی آپڑی، پھر (اس سے بڑھ کر ان کی یہ حرکت ہو چکی ہے کہ) انہوں نے گوسالہ کو (پرستش کے لئے) تجویز کیا تھا بعد اس کے کہہت سے دلائل (تعین حق و باطل کے) ان کو پہنچ چکے تھے (مراد ان دلائل سے معجزات ہیں موئی علیہ السلام کے جن میں سے عرق فرعون تک بہتوں کا مشاہدہ ہو چکا تھا) پھر ہم نے ان سے در گذر کر دیا تھا، اور موئی علیہ السلام کو ہم نے بڑا رعب دیا تھا (اس رعب پر اور ہماری در گذر اور عنایت پر ان لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ نہ عنایت سے متاثر ہوتے تھے نہ رعب سے) اور ہم نے ان لوگوں سے (توراۃ پر عمل کرنے کے) قول و قرار لینے کے واسطے کوہ طور کو اٹھا کر ان کے اوپر (محاذات میں) معلق کر دیا تھا اور ہم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ دروازہ میں عاجزی سے داخل ہونا اور ہم

سے کام لیا ورنہ تو موقع اس کا قلع قمع کیا جاتا، اور اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے غلبہ عطا کیا۔

ایک موقعہ ایسا بھی آیا تھا کہ ان لوگوں نے توراة کی شریعت کو ماننے سے صاف انکار کر دیا تھا تو ہم نے پھاڑ، طور اٹھا کر ان پر معلق کر دیا کہ شریعت کو مانا ہی ہو گا۔ ورنہ پھاڑ کے نیچے کچل دئے جاؤ گے۔ ہم نے ان سے یہ بھی کہا کہ جب شہر ایلیاء کے دروازہ میں داخل ہو تو نہایت عاجزی سے اطاعت خداوندی کے جذبہ سے سرشار سر جھکائے ہوئے داخل ہو، یہ بھی ہم نے ان سے کہہ دیا تھا کہ ہفتہ کے روز مچھلیوں کا شکار نہ کھیلو، یہ ہمارا حکم ہے اس سے روگردانی نہ کرو اور اس طرح ہم نے ان سے مضبوط عہد لے لیا تھا لیکن ہوا یوں کہ انہوں نے ایک ایک کر کے احکام کی خلاف ورزی کی اور ہمارے عہد کو توڑا توڑا ہم نے دنیا میں بھی ان کو ذلیل کر دیا اور آخرت میں بھی ان کو بدترین سزا بھگتی ہو گی۔

ان کو جو سزا می سوان کی عہد شکنی پر اور منکر ہونے پر اللہ کی آئیوں سے اور خون کرنے پر پیغمبروں کا ناقص اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے سو یہ نہیں بلکہ اللہ نے مہر کر دی ان کے دل پر کفر کے سبب سو ایمان نہیں لاتے مگر کم، اور ان کے کفر پر اور مریم پر بڑا طوفان

فِيمَا نَقْضُهُمْ مِّيَثَاقُهُمْ وَ كُفُرُهُمْ
بِأَيْتِ اللَّهِ وَ قَتْلُهُمُ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ
حَقِّ وَ قَوْلُهُمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ
طَبَعُ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا
يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًاً وَ بِكُفْرِهِمْ وَ
قُولُهُمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا
عَظِيمًاً وَ قَوْلُهُمْ إِنَّا قَاتَلْنَا¹
الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ
رَسُولَ اللَّهِ وَ مَا قَاتَلُوهُ وَ مَا

نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ یوم ہفتہ کے بارے میں (جو حکم تم کو ملا ہے کہ اس میں شکار نہ کریں اس میں) حد شرع سے تجاوز مبت کرنا اور (اس کے علاوہ اور بھی) ہم نے ان سے قول و قرار نہایت شدید لئے (جس کا بیان واذاخذنا میثاق بنی اسرائیل میں مذکور ہے لیکن ان لوگوں نے باوجود اس قدر اہتمام کے پھر اپنے عہدوں کو توڑا۔)

معارف و مسائل

یہودیوں کے کچھ سردار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے مطالبہ کیا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام پر لکھی ہوئی کتاب آسمان سے نازل ہوئی تھی اسی طرح کی ایک کتاب آپ بھی آسمان سے لائیں، تو ہم ایمان لے آئیں گے، ان کا مطالبہ اس لئے نہیں تھا کہ وہ دل سے ایمان لانا چاہتے تھے اور یہ ان کی ایک شرط تھی بلکہ وہ ہٹ دھرمی اور ضد کی وجہ سے کوئی نہ کوئی عذر کرتے ہی رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت حال سے آگاہ فرمایا اور ان کی تسلی کر دی کہ درحقیقت یہ قوم ہی ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو ستانی ہی رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے بڑی سے بڑی حرکت بھی کر گزرتی ہے ان کے آباء و اجداد نے موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی زیادہ بڑی بات کا مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کھلم کھلا دکھایا جائے ان کی اس گستاخی پر آسمان سے بچ لی آئی اور ان کو ہلاک کر دیا، پھر تو حید اور خداے واحد لا شریک کے براہین و بینات کو اچھی طرح سمجھنے بوجھنے کے بعد بھی خالق حقیقی کے بجائے پھرے کو معبد بنایا بیٹھے تھے لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہم نے عفو و درگذر

خلاصہ تفسیر

سوہم نے (ان کی حرکتوں کی وجہ سے) سزاۓ لعنت و غضب و ذلت و مسخ وغیرہ) میں بنتلا کیا (یعنی ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور ان کے کفر و انکار کی وجہ سے احکام الہیہ کے ساتھ اور ان کے قتل کرنے کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کو (جو ان کے نزدیک بھی) نا حق (تھا) اور ان کے اس مقولہ کی وجہ سے ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہیں (کہ ان میں مخالف مذہب یعنی اسلام کا اثر نہیں ہوتا تو مذہب پر ہم خوب پختہ ہیں حق تعالیٰ اس پر ردد فرماتے ہیں کہ یہ مضبوطی اور پختگی نہیں ہے بلکہ ان کے کفر کے سبب ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ نے بندگا دیا ہے کہ حق بات کی ان میں تاثیر نہیں ہوتی سوان میں ایمان نہیں مگر قدرے قلیل، (اور قدرے قلیل ایمان مقبول نہیں پس کافر ہی ٹھہرے) اور (ہم نے ان کو سزاۓ لعنت وغیرہ میں ان وجود سے بھی بنتلا کیا یعنی) ان کے (ایک خاص) کفر کی وجہ سے اور (تفصیل اس کی یہ ہے کہ) حضرت مریم علیہا السلام پر ان کے بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے (جس سے تکذیب عیسیٰ علیہ السلام کی بھی لازم آتی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے معجزہ سے ان کی برات طاہر فرمائچے ہیں) اور (نیز بطور تفاخر کے) ان کے اس کہنے کی وجہ سے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو کہ رسول ہیں اللہ تعالیٰ کے قتل کر دیا (یہ کہنا خود دلیل ہے عداوت کی اور عداوت انبیاء کے ساتھ کفر ہے نیز اس میں دعویٰ ہے قتل کا اور قتل نبی بھی کفر ہے اور دعویٰ کفر کا بھی کفر ہے) حالانکہ (علاوه کفر ہونے کے خود ان کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ انہوں نے (یعنی یہود نے) نہ ان کو (یعنی

صلبُوہ وَلِكُنْ شُبَيْهَ لَهُمْ، وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعُ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِيْنًا. بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا. وَإِنْ مَنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُوْمَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا.

شبہ میں پڑے ہوئے ہیں کچھ نہیں ان کو اس کی خبر صرف انکل پر چل رہے ہیں اور اس کو قتل نہیں کیا بیٹک بلکہ اس کو اٹھالیا اللہ نے اپنی طرف اور اللہ ہے زبردست حکمت والا اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب کے سو عیسیٰ پر یقین لاویں گے اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہوگا ان پر گواہ۔

ربط آیات

ما قبل کی آیات میں بھی یہود کی شرارتوں کا ذکر تھا اور ان شرارتوں کی وجہ سے ان پر عن وطن اور سزا کا بیان ہوا تھا ان آیات میں بھی یہود کے بعض جرائم کی تفصیل مذکور ہے اس کے ضمن میں حضرت عیسیٰ کے متعلق ان کے باطل خیال کی تردید کی گئی ہے اور یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے اور ان کو سو لی دی ہے یہ سراسر جھوٹا دعویٰ ہے جس شخص کو انہوں نے قتل کیا تھا وہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں تھے بلکہ ان کے ہمشکل ایک دوسرا شخص تھا جس کو قتل کر کے یہ لوگ یوں سمجھنے لگے کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا۔

اسباق حديث

حدیث کے اصلاحی مضامین

افادات: حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم وَإِنَّمَا يَرْحُمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحْمَاءُ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے اس پر رحمت کا معاملہ کرتے ہیں جو دوسروں پر رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جاتا ہے جو دوسروں کے ساتھ رحمت کا معاملہ کرتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے: الرَّاجِحُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ إِرْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ مُحَمَّدُ شَيْخُ رَوَايَتِ مُسْلِمٍ بِالْأَوْلَىٰ تَكَلَّتْ كَهْلَاتِي ہے۔

دین دار لڑکے کی کرامت اور اس کی عجیب قربانی

ایک طویل روایت ہے اس لئے صرف ترجمہ کر دیتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی امتتوں میں ایک بادشاہ تھا، اس کے پاس ایک جادوگر تھا، اس زمانے میں بادشاہ اپنے پاس جادوگروں کو بھی رکھتے تھے تاکہ ان کے ذریعہ لوگوں کے اوپر اپنا تسلط جمائے رکھیں، جب وہ جادوگر بوڑھا ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا: میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں کوئی نو عمر بچے میرے حوالے کرو تاکہ میں اس کو اپنا جادو کا فین سکھا دوں۔ چنانچہ بادشاہ نے شاہی خاندان کے ایک بچے کو اس کے حوالے

عیسیٰ علیہ السلام کو) قتل کیا اور نہ ان کو سوی پر چڑھایا لیکن ان کو (یعنی یہود کو) اشتباه ہو گیا اور جو لوگ (اہل کتاب میں سے) ان کے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے) بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں (بنتلا) ہیں ان کے پاس اس پر کوئی صحیح دلیل (موجود) نہیں بجز تھیں با توں پر عمل کرنے کے اور انہوں نے (یعنی یہود نے) ان کو (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا (جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں) بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف (یعنی آسمان پر) اٹھالیا (اور ایک اور شخص کو ان کا ہمشکل بنادیا اور وہ مصلوب و مقتول ہوا، اور یہی سبب ہوا یہود کے اشتباه کا اور اس اشتباه نے اہل کتاب میں اختلاف پیدا کیا) اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست (یعنی قدرت والے) حکمت والے ہیں (کہ اپنی قدرت و حکمت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچالیا اور اٹھالیا۔ اور یہود کو بوجہ تشییہ کے پتہ بھی نہ لگا) اور (یہود کو اپنا کذب و بطلان انکار نبوت عیسویہ میں بہت جلد دنیا ہی میں ظاہر ہو جائے گا کیونکہ وقت نزول آیت سے لے کر کسی زمانہ میں) کوئی شخص اہل کتاب (یعنی یہود میں) سے (باتی) نہ رہے گا، مگر وہ عیسیٰ علیہ السلام (کی نبوت) کی اپنے مرنے سے (ذرا) پہلے (جب کہ عالم بزرخ نظر آنے لگتا ہے) ضرور تصدیق کر لے گا (گو اس وقت کی تصدیق نافع نہیں، مگر ظہور بطلان کے لئے تو کافی ہے تو اس سے اگر اب ہی ایمان لے آؤیں تو نافع ہو جاوے) اور (جب عالم دنیا اور عالم بزرخ دونوں ختم ہو چکیں گے یعنی) قیامت کے روز وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) ان (منکرین کے انکار) پر گواہی دیں گے۔

سے وہاں جہاں مجھے بھیجا جاتا ہے لیٹ ہو جاتا ہوں، اور اس لیٹ ہونے پر وہ میری پٹائی کرتا ہے۔ اب آپ اس سے بچنے کی کوئی تدبیر بتائیے۔ اس پر اس راہب نے اس سے یوں کہا: دیکھو! جب تم اس کے پاس لیٹ پہنچو اور تمہیں یہ خطرہ ہو کہ وہ تمہاری پٹائی کرے گا تو تم یوں کہہ دینا: حبسنی اہلی میرے گھروالوں نے مجھے روک لیا تھا، تم یہ بہانہ کر دینا تاکہ وہ تمہاری پٹائی نہ کرے، اور گھر دیر سے پہنچو تو گھر والوں کو یوں کہنا: جادوگر اور استاد جی نے مجھے روک لیا تھا۔ دونوں طرف اس طرح بہانہ کر لینا۔ چنانچہ اس کے بعد پھر یہی تدبیر اختیار کی اور پٹائی سے اپنے آپ کو بچا لیا۔ اب وہ برابر جادوگر کے پاس بھی جاتا تھا لیکن راستے میں اس عابد کے پاس ہمیشہ شہیر تھا اور اس سے اللہ کی سب باتیں سیکھ رہا تھا۔

اسی حالت پر تھا کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک بہت خطرناک اور بڑے اژڈھے نے لوگوں کا راستہ روک لیا۔ اس کے ڈر کی وجہ سے لوگ آنے جانے سے رُک گئے۔ اور کسی کی ہمت نہیں تھی کہ اس کو چھیڑے یا مارے۔ یہ بچہ وہاں سے گذرنے لگا تو اس نے دیکھا کہ یہاں ایک بہت بڑا اژڈھا ہے جس نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے جی میں کہا: الْيَوْمَ أَعْلَمُ السَّاحِرُونَ افضلُ أَمِ الرَّاهِبُ افضلُ؟ آج مجھے پتہ چل جائے گا کہ ساحر یعنی یہ جادوگر بہتر ہے اور اللہ کے یہاں مقبول ہے یا یہ راہب اللہ کے یہاں مقبول ہے؟ آج میرے لئے اس کا امتحان کرنے کا وقت آگیا۔ چنانچہ اس نے یہ کیا کہ ایک پھر لے کر یوں

کیا تاکہ وہ اس کو اپنا جادو کافن سکھا دے۔ وہ بچہ اس جادوگر کے پاس جادو سیکھنے کے لئے روزانہ آنے جانے لگا جس راستے سے وہ آتا جاتا تھا اس راستے میں ایک راہب بھی رہتا تھا۔ ”راہب“، یعنی اللہ کا عبادت گذار بندہ۔ عیسائیوں میں جب تک کہ عیسائی مذہب کے اندر ابھی تحریف نہیں ہوئی تھی اور انجلی اپنی اصلی حالت پر تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی تو اس وقت ان کے یہاں یہ رہبانیت کا سلسلہ بھی تھا، اس زمانے میں عیسائیوں کے ساتھ یہودیوں نے اور بت پرستوں نے بھی بڑے مظالم کئے۔ یہ ایک بت پرست بادشاہ تھا جو یمن کے علاقہ نجران میں تھا (آج کل یہ نجران سعودیہ میں ہے) ”ذنواس“، اس کا لقب تھا۔ یہ ”ذنواس“، اس زمانے کے جواہل ایمان تھے ان پر بہت زیادتیاں کرتا تھا۔ بہر حال! اس راستے میں ایک راہب تھا جو اپنی ذات کو چھپائے ہوئے تھا وہ بچہ جادوگر کے پاس آتا جاتا تھا تو راہب کے پاس سے گذرتا تھا۔ ایک روز ایسا ہوا کہ وہ بچہ اس راہب اور عابد کے پاس بیٹھا جو اللہ کا نیک بندہ تھا، اس کی باتیں اس کو بھلی معلوم ہوئیں کہ یہ اچھی باتیں ہیں۔ اللہ کی باتیں کرتا ہے۔ لہذا اب اس کی عادت یہ ہو گئی کہ جب بھی وہ جادوگر کے پاس جاتا، راستے میں راہب آتا تو وہ اس کے پاس بیٹھ جاتا، اور جب وہ جادوگر کے پاس پہنچتا تو لیٹ ہو جاتا، تو اس لیٹ ہونے پر وہ اس کی پٹائی کرتا کہ تو کیوں لیٹ آیا؟ اس نے ایک روز اس راہب سے شکایت کی کہ میں آپ کے پاس بیٹھتا ہوں آپ کی باتیں سنتا ہوں تو اس کی وجہ

میرے ہاتھ میں نہیں، شفادینے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں، اس لڑکے کی عادت تھی کہ جب بھی کوئی بیمار کسی بیماری سے شفاء کی دعا کے لئے اس کے پاس آتا تو اس کے ساتھ شرط کر لیتا تھا کہ تو اللہ پر ایمان لائے تو تیرے لئے دعا کروں گا اور تو ٹھیک ہو جائے گا۔ اس طرح سے بہت سارے لوگ ایمان لے آئے لہذا اس کے ساتھ بھی شرط کی کہ اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے تو میں تیرے لئے اللہ سے دعا کروں گا تو اللہ تعالیٰ تجھے تدرستی دے دیں گے چنانچہ وہ اللہ پر ایمان لے آیا اور ٹھیک ہو گیا۔ بینا ہو گیا۔

پھر جب وہ بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا تو بادشاہ نے پوچھا: تیری یہ بینائی کیسے ٹھیک ہو گئی، تو انہا ہو گیا تھا؟ کس نے تجھے ٹھیک کیا؟ تو اس نے کہا: میرے پور دگار نے اچھا کیا بادشاہ نے کہا: میرے علاوہ بھی تیرا کوئی پور دگار ہے؟ تیرا پور دگار تو میں ہوں، اس نے کہا: نہیں تیرا اور میرا دونوں کا پور دگار اللہ ہے۔ وزیر نے جب یہ کہا تو بادشاہ نے اس کو پکڑ کر ایذا میں دینا شروع کیں اور پوچھا کہ اس نے یہ کہاں سے سیکھا۔ اس نے پتہ دے دیا کہ فلاں لڑکے نے مجھے یہ سکھایا ہے۔ اب بادشاہ نے لڑکے کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ تیرا جادو تو بہت آگے نکل چکا ہے تو ناپینا کو پینا کر دیتا ہے، اس نے کہا: میں کسی کو تدرست نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ تدرست کر دیتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو بھی سزا میں دینا اور تکلیف پہنچانا شروع کیا۔ بیہاں تک کہ اس نے اس راہب کا حوالہ دے دیا۔ حالانکہ وعدہ کر چکا تھا اور راہب نے اس کو کہا تھا کہ میرا نام مت لینا لیکن راہب کا نام لے لیا۔

چنانچہ بادشاہ نے اس راہب کو پکڑ کر بلوایا اور اس سے یوں کہا کہ تو

کہا: اے اللہ! اگر یہ راہب تیرے نزدیک اس جادوگر کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہے، تو اس پتھر کے ذریعہ سے تو اس اڑدھے کو ختم کر دے۔ یہ کہہ کروہ پتھر مارا اور وہ مر گیا۔ بس! لوگوں کا راستہ کھل گیا۔ اس کے بعد وہ راہب کے پاس آگیا تو اس پر راہب نے کہا: بیٹے! تو تو آج اللہ کے قرب میں مجھ سے بھی بڑھ گیا۔ تیرے ہاتھ پر یہ کرامت ظاہر ہوئی اور تیرا معاملہ لوگوں کے سامنے بھی آگیا، اب اندیشہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیری آزمائش ہو گی اور کہیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ تجھے ایذا میں پہنچائے۔ اگر بادشاہ کی طرف سے ایذا میں پہنچنے کا وقت آجائے، تو میرا نام مت لینا یعنی بادشاہ اگر تجھے سے پوچھے کہ یہ ساری باتیں تجھے کس نے سکھائیں تو میرا حوالہ مت دینا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔

اس کے بعد تو معاملہ اتنا آگے بڑھ گیا کہ کوئی مادرزاد انہا ہوتا یعنی ماں کے پیٹ سے انہا پیدا ہوتا اور یہ بچہ اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرتا، تو وہ بینا ہو جاتا، اس کی بینائی ٹھیک ہو جاتی، کوئی کوڑھی ہوتا اور اس پر ہاتھ پھیر دیتا تو اس کی بیماری دور ہو جاتی اور جس کو جو بیماری ہوتی، بیمار لوگ اس کے پاس آتے تھے یہ ہاتھ پھیر دیتا تھا وہ ٹھیک ہو جاتے تھے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ بادشاہ کے وزیروں میں سے ایک وزیر انہا ہو گیا۔ اس کوئی نے بتلایا کہ فلاں صاحب ہیں جو ہاتھ پھیر دیتے ہیں تو بیمار ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ بہت بڑے ہدیے لے کر اس کے پاس پہنچا اور کہا: اگر تو مجھے ٹھیک کر دے تو یہ سب ہدیے تیرے لئے ہیں۔ اس نے کہا: میں تو کسی کو ٹھیک نہیں کرتا، شفا

پھر بادشاہ نے اس کو پچھا اور لوگوں کے حوالے کیا کہ اس کو کشتی میں لے جاؤ اور سمندر کے بیچ میں لے جانے کے بعد اس سے پوچھوا کروہ اپنے دین سے باز آجائے تب تو ٹھیک ہے واپس لے آنا ورنہ تو سمندر میں ڈال دینا۔ وہ اس کو کشتی میں لے گئے، وہاں پہنچنے کے بعد اس نے پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اس کی دعا کے نتیجے میں کشتی ڈوبی تو وہ سب ڈوب گئے اور یہ فیج کر پھر بادشاہ کے پاس آگیا۔ بادشاہ نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا: ان سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ میری طرف سے کافی ہو گیا۔ وہ سب ڈوب گئے۔

اب اس نے بادشاہ سے کہا: انک لست بقاتلی حتی تفعل ما امرک بہ۔ دیکھو! تم مجھے مار نہیں سکتے ہو، ہاں! میں ایک تدبری تلا تھوں اس تدبر پر اگر تم عمل کرو تو میں مروں گا۔ اس کے بغیر تم مجھے مار نہیں سکتے۔ بادشاہ نے پوچھا: وہ تدبر کیا ہے؟ کہا: پہلا کام تو یہ کرو کہ ایک میدان میں تمام لوگوں کو جمع کرو، اس کے بعد مجھے درخت کے تنے کے اوپر لٹکاؤ۔ اس کے بعد میرے ترش میں سے ایک تیر زکالوں اور اس کو مکان کے بیچ میں رکھ کر کہو: بسم الله رب الغلام پھر مجھے وہ تیر مارو، جب تم اس طرح کرو گے تو ہی مجھے مار پاؤ گے۔ چنانچہ بادشاہ نے ایسا، ہی کیا جیسا اس لڑکے نے کہا: اور وہ تیر مارا تو وہ تیر اس کی کنٹی میں لگا اور اس کا وہی انقال ہو گیا۔ اب جب یہ ہوا تو جتنے بھی لوگ تھے وہ سب کہنے لگے کہ ہم اس لڑکے کا جورب ہے اس پر ایمان لاتے ہیں۔

جاری.....

اپنادین چھوڑ دے، وہ بادشاہ بت پرست تھا اور یہ راہب عیسائی تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا اس نے جواب دیا کہ میں نہیں چھوڑ سکتا تو بادشاہ نے آرہ منگوایا اور زمین کے اندر اس آدمی کو ذرا سا گاڑھ کر اس کے سر پر آرہ رکھ کر اس کے پورے دو ٹکڑے کر دئے اور اس کو چیر دیا۔ اس کے بعد وزیر کو بلا یا اور اس کو بھی کہا کہ تو اپنایہ دین چھوڑ دے۔ اس نے کہا کہ میں نہیں چھوڑ سکتا، اسکے اوپر بھی آرہ رکھا اور اس کے بھی دو ٹکڑے کر دئے اس کے بعد پھر لڑکے کو بلا یا اور کہا کہ تو اپنے دین سے باز آ جا اور چھوڑ دے۔ اس نے بھی انکار کیا تو اس کو آرہ سے چیرنے کے بجائے بادشاہ نے اپنے کچھ آدمیوں کے حوالے کیا اور کہا کہ اس کو پہاڑ پر لے جاؤ اور بالکل چوٹی پر لے جا کر اس سے پوچھ لینا کہ اپنے دین سے باز آتا ہے اور اس کو چھوڑتا ہے، اگر باز آ جائے اور چھوڑ دے تب تو ٹھیک ہے، اگر بازنہ آئے اور نہ چھوڑے تو پھر اس کو وہاں سے گردینا تاکہ اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ چنانچہ وہ لوگ اس کو لے گئے، اب اس نے وہاں جا کر دعا کی: اے اللہ! تو جس طرح چاہے میری طرف سے ان کو کافی ہو جا یعنی ان کے شر اور ان کی طرف سے جو ایذا مجھے پہنچ سکتی ہے تو جس طرح چاہے دور کر دے۔ چنانچہ پہاڑ میں ایک دم سے جھر جھری سی آئی اور جو لوگ اس کو لے کر گئے تھے، وہ سب چوٹی پر سے پیچے گر گئے اور مر گئے اور یہ لڑکا سلامت رہا اور چل کر بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے پوچھا: وہ لوگ کیا ہوئے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان کو ختم کر دیا۔

دل کو تگ دستی و حرمان نصیبی سے بھر دیتے ہیں کہا تا تو ہہت ہے مگر قرآن ہیں، مال بہت ہے مگر سکون نہیں، اسباب سب ہیں مگر چین و راحت کی نیز نصیب نہیں۔

اللہ پاک کے لئے محبت کرنے والے عرش کے سایہ میں
یقول الله تبارک و تعالیٰ: المُتَحَابُونَ لِجَلَالِي فِي ظُلُّ عَرْشِي يَوْمَ لا
ظُلُّ إِلَّا ظَلٌّ.

آخر جهہ احمد و ابن ابی الدینیا فی کتاب الاخوان، والطبرانی فی الکبیر و ابو نعیم عن العربیاض ترجمہ: حق جل مجده فرماتے ہیں: محض میری ذات کے لئے آپس میں محبت کرنے والے میرے عرش کے سایہ میں ہو گے، اس دن جب کہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا، (قیامت کے دن اللہ واسطے محبت کرنے والے عرش اعظم کے سایہ میں ہو گے)

نماز اللہ پاک کی عظمت کو مان کر تواضع اختیار کرنے کا نام ہے
یقول الله تبارک و تعالیٰ: انما اتقبل الصلاة ممن تواضع لعظمتی، ولم يتکبر على خلقی، وقطع نهارہ بذکری ولم یبت مصرا على خطیئته، یطعم الجائع و یووی الغریب، و یرحم الصغیر، و یوقر الكبير، فذاک الذی یسالنی فاعطیہ، و یدعونی فاستجیب له، و یتضرع الی فارحمه، فمثله عندی کمثل الفردوس فی الجنان لا تتسى ثمارها ولا یتغیر حالها۔ (آخر جهہ الدارقطنی فی الافراد عن علی)
ترجمہ: حق جل مجده فرماتے ہیں: میں اسی شخص کی نماز کو قبول کروں گا جو میری عظمت

الحادیث القدسیۃ

لیعنی حق جل مجدہ کی باتیں

از: حضرت مولانا مفتی شیخ اشرف قاسمی صاحب حفظہ اللہ

اللہ پاک سے تعلق کامل ضامن ہے غناہ کامل کا

یقول اللہ ربکم: یا ابن آدم تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِی امْلَا قَلْبَكَ غِنَّیًّا وَامْلَأْ
یَدِیْکَ رِزْقًا، یا ابن آدم لا تُبَاعِدْ مِنِی فَامْلَأْ قَلْبَكَ فَقْرًا وَامْلَأْ
یَدِیْکَ شُغْلًا۔ آخر جهہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم عن معقل بن یسار
ترجمہ: اللہ پاک تمہارا رب فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو اپنے آپ کو میری عبادت
کے لئے فارغ کر میں تیرے دل کو غنی کر دوں گا، اور تجھے بافراغت رزق دوں گا،
اے ابن آدم تو مجھ سے دوری نہ اختیار کرو رہے تیرے دل کو فقر و فاقہ سے البحادوں گا،
اور ہر وقت تیرے ہاتھوں کو امور دنیا میں مشغول و مصروف کروں گا۔

فائدہ: اللہ پاک نے اس حدیث قدسی میں ان خاصان حق، جن کا تعلق و ربط حق جل
مجده کی ذات سے کامل و مکمل ہو خوشنہری و بشارة دی ہے کہ ان کے قلب کو مستغنى کر
دیا جائے گا اور اسباب کے درجہ میں رزق کی کفالات غیبی نصرت و مدد سے کی جائے
گی مگر شرط یہ ہے کہ دل ہمہ تن اللہ پاک کی عبادت کے لئے فارغ ہو دل کا فارغ
ہونا یہ ہے کہ دل ہر لمحہ خواہ مجمع ہو، یا تہائی میں، خلوت درا نجمن کا مصدق ہو اور کبھی
بھی کسی حال میں فتورو خلل نہ آئے ورنہ حق تعالیٰ امور دنیا میں البحادیتے ہیں اور

اثنين و سبعين لونا و طعاما، ما منها لون يشبه الآخر.

احرجه الحاکم والبیهقی فی البعث عن ابی امامۃ

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتے ہیں: اہل جنت ایسے باغوں میں ہوں گے، جہاں بغیر کانٹا کے بیرون یاں ہو گئی کہ حق جل مجدہ ان بیرونیوں کے کائنے ختم فرمائے ہوں گے اور ہر کائنے کی جگہ ایک خوشہ منجائب اللہ کا ہوا ہوگا، جس میں پھل ایسیں گے اور ہر پھل و دانہ میں بہتر (۷۲) رنگ اور کھانے ہوں گے جس کا ہر ہر رنگ اور ہر کھانا جدا گانہ اور آپس میں مشابہ نہ رکھنے والا ہوگا۔

فائدہ: جنت کی نعمتوں میں جو لطافت و نفاست ہوگی اس کا صحیح اندازہ تو انشاء اللہ فضل الہی سے وہاں پہنچ کر ہوگا الفاظ و تعبیر بہر صورت صحیح حقیقت کو منشوف نہیں کر سکتے مگر جنت کی نعمتیں اور خاص کروہاں کے پھل میں خاص قسم کی لذت و ذائقہ پھر رنگ و بو میں خاص جاذبیت کے ہر رنگ دوسرے سے جدا ہر ذائقہ پہلی بار سے مختلف حتیٰ کہ اہل جنت جب کسی پھل کو کھائیں گے تو میں چباتے ہوئے پہلی بار جولنت محسوس کریں گے دوسری بار وہ بدل کر پہلے سے اچھا ہوگا۔

بندہ جب خاصان حق میں شامل ہو جاتا ہے تو اس کی زبان سے
علیٰ یہ حکم الصلاة والسلام جیسی نورانی حکمت کی بتائی نکلتی ہیں

یقول الله عز و جل: اذا كان الغالب على العبد الاشتغال بي جعلت بغيته ولذته في ذكرى، فإذا جعلت بغيته ولذته في ذكرى عشقنى و عشقته، فإذا عشقنى و عشقته رفعت الحجاب فيما بيني وبينه و

کی خاطر جھک جائے (یعنی نماز اللہ پاک کی عظمت و کبریائی کو تسلیم کر کے ادا کرے) اور (خارج نماز میں) میری مخلوق کے سامنے تکبر نہ کرے، بڑا نہ بنتے، اور تمام اوقات کو میری یاد میں بس رکرے، اور کوئی رات ایسی نہ گزرے کہ کسی گناہ پر مصر ہو اور بھوکوں کو کھانا کھلانے، بنی کو پناہ دے، چھوٹوں پر حرم کرے، بڑوں کا ادب و احترام کرے، ایسا بندہ جب سوال کرتا ہے تو میں دیتا ہوں اور جب دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول کرتا ہوں، اور جب گڑ گڑا تا ہے تو اس پر حرم کرتا ہوں اس بندے کی مثال میرے نزدیک تمام جنتوں میں فردوس جیسی ہے کہ جس کا پھل خراب نہیں ہوتا اور جس کی حالت بدلتی نہیں۔

انقلاب احوال قربضہ قدرت میں ہے
یقول الله تبارک و تعالیٰ: استقرضت عبدی فلم يفرضني و شتمني عبدی وهو لا يدری، يقول: وادهراء! وانا الدهر.

(احرجه الحاکم عن ابی هریرہ)

ترجمہ: حق جل مجدہ فرماتا ہے: میں نے اپنے بندہ سے قرض مانگا، مگر اس نے قرض نہ دیا اور بندہ نے مجھ کو گالی دی، اور میری ذات و صفات کو جان نہ سکا، کہتا ہے افسوس اے زمانہ! اور زمانہ تو میں ہوں۔

جنتی درخت میں کائنے کی جگہ پھل ہوں گے
یقول الله تبارک و تعالیٰ: في سدر مخصوص يخضد الله شوكه فيجعل مكان كل شوكه ثمرة انها تنبت ثمرا يفتق الشمر منها عن

استغاثۃ نار، اور سوال جنت، سبب رحمت ہے

يقول الله تبارک و تعالى: انظروا فی دیوان عبدی، فمن رأیتموه
سالنی الجنة اعطیته، ومن استعاذه من النار اعذته.

اخر جه ابو نعیم عن انس

ترجمہ: حق جل مجده قیامت کے دن فرمائیں گے: اے فرشتو! میرے بندے کے صحیفہ اعمال میں دیکھو جس شخص نے مجھ سے جنت مانگی ہو میں اس کو جنت دیتا ہوں اور جس شخص نے مجھ سے نار جہنم سے پناہ مانگی ہو، میں اس کو جہنم سے پناہ دیتا ہوں۔
فائدہ: سوال کرنا یا پناہ چاہنا از قبل اعتراف بمحروم افتخار ہے نیز اظہار بھی ہے اس بات کا کہ جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ صاحب قدرۃ علی الاطلاق اور سوال کرنے والا اعزز مطلق علی الاطلاق ہے، اور اسی کا نام تو اعتراف رب ہے اور اظہار عبدیت بھی جس کا نتیجہ ظاہر ہونا از قبل رحمت کاملہ اور قدرت حاکمہ ہے وہ حق جل مجده کی ذات سے ہوگا کہ سائل کو دیا جائے اور پناہ مانگنے والے کو محروم نہ کیا جائے۔ انه عفو کریم قدیر جدیر۔

اعضاء جسم کی گواہی پر انسان خود کو ملامت کرے گا

يقول العبد يوم القيمة: يا رب الم تجرني من الظلم؟ فيقول: بلی،
فيقول: انی لا اجیز علی نفسی الا شاهدا منی، فيقول: کفی
بنفسک الیوم علیک شہیدا، وبالکرام الكاتبین شہودا فیختم

صیرت ذلک غالباً علیہ، لَا یسهوَا اذَا سها الناس، او لئک کلامہم کلام الانبیاء او لئک الابطال حقاً، او لئک الذین اذَا ارددت باهل الارض عقوبة او عذاباً ذکرتہم فصرفت ذلک۔

(آخر جه ابو نعیم عن الحسن مرسلاً)

ترجمہ: حق جل مجده فرماتے ہیں: جب بندہ کی زندگی کے اغلب واکثر احوال یادو ذکر الہی میں گذر جاتے ہیں، تو اس بندہ کی آخری جستجو و طلب اور فرحت ولذت، میں اپنی یادو ذکر کو بنا دیتا ہوں، اور ذا کر بندہ کی تمام مطلوب و مقصد جب میری یاد ہو جاتی ہے، تو وہ مجھ سے عشق کرنے لگتا ہے اور میں بھی اس بندہ سے محبت و پیار کرنے لگتا ہوں، پھر یہ جانبین میں راہ محبت و پیار کا سلسلہ مستحکم ہو جاتا ہے، تو میں ان تمام حجابات کو جو میرے بندے اور میری ذات کے درمیان ہوتے ہیں، اٹھا دیتا ہوں، اور یہ کیفیت بندہ پر غالب اوقات میں رکھتا ہوں (کہ میرے اور اس کے مابین حجاب نہیں ہوتا) پھر اس بندہ خاص پر ذہول و غفلت اور سہو و نسیان نہیں آسکتا جب کہ عام لوگ ذہول و سہو میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ایسے لوگوں کی بات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے کلام کی طرح مؤثر فی القلوب ہوا کرتی ہے، ایسے لوگ یقیناً مقریبین بارگاہ حق ہوتے ہیں، یہ ایسے مقدس و محترم ہوتے ہیں، کہ جب میں اہل زمین پر سزا و عقاب کا ارادہ کرتا ہوں تو ان مقدس و محترم خاصان حق کی برکت سے عام اہل زمین سے عذاب پھیر دیتا ہوں۔

حضرت اقدس علیہ السلام سے

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی محبت

از: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
 ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ اپنے اسلام کو حتی الوعظ مخفی رکھتا
 تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی اس وجہ سے کہ ان کو کفار سے اذیت نہ پہنچے
 اخفاء کی تلقین ہوتی تھی۔ جب مسلمانوں کی مقدار اتنا لیس تک پہنچی تو حضرت ابو بکر
 صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اظہار کی درخواست کی کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ کی جائے۔
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول انکار فرمایا مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے
 اصرار پر قبول فرمایا اور ان سب حضرات کو ساتھ لیکر مسجد کعبہ میں تشریف لے گئے۔
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تبلیغی خطبہ شروع کیا۔ یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو
 اسلام میں پڑھا گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چھاسید الشہداء حضرت حمزہؓ اسی
 دن اسلام لائے ہیں اور اس کے تین دن بعد حضرت عمرؓ مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔
 خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی باوجود یہ کہ مکہ مکرمہ میں ان کی عظمت و شرافت مسلم
 تھی اس قدر مارا کہ تمام چہرہ مبارک خون میں بھر گیا۔ ناک کا ن سب لہو لہاں ہو گئے تھے
 پہنچانے نہ جاتے تھے، جو توں سے لا توں سے مارا، پاؤں میں روندا اور ابو بکر صدیقؓ کے

علی فیہ فیقال لأرکانہ انطقی فتنطق بِأعْمَالِهِ، ثُمَّ يَخْلُى بَيْنَهُ وَ بَيْنَ
 الْكَلَامِ فَيَقُولُ: بَعْدًا لَكَنْ وَسْحَقَا فَعْنَ كَنْ كَتَ اَنَاضِلَ.

آخرجه احمد و مسلم والنسائی وقال غریب، و ابو عوانة، و ابن حبان،
 والحاکم عن انس۔

ترجمہ: قیامت کے دن بندہ حق جل مجدہ سے عرض کرے گا: یار کیا آپ نے ظلم و
 تعدی سے پناہ نہیں دیا (کہ بندوں پر آپ ظلم نہیں کریں گے) حق تعالیٰ فرمائیں
 گے بیشک میں نے ظلم سے امان دے دیا ہے بندہ عرض کرے گا پھر یا اللہ میں اپنے
 خلاف کسی بھی گواہ نہیں مانتا الایہ کہ میرے ہی اعضاء جسم میرے خلاف گواہی دے
 دیں پھر حق جل مجدہ فرمائے گا۔ کفی بنفسک الیوم عليك حسیبا، (بنی
 اسرائیل ۱۲) آج تو خود اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔ اور کراماً کاتبین کی گواہی،
 اب اس شخص کے منہ پرتالہ لگا دیا جائے گا۔ اور اعضاء جسم کو حکم ہو گا، تو بول اور گواہی
 دے، بس اعضاء جسم تمام اعمال کے سلسلہ میں بول اٹھیں گے حال یہ ہو گا کہ انسان
 کے درمیان اور اس کی باتوں کے درمیان کوئی ربط و تعلق ہی باقی نہ رہے گا یہ کیفیت
 حرمان نصیبی دیکھ کروہ کہے گا: اے اعضاء جسم تم پر اعنت و پھٹکاہ ہو حق تعالیٰ کی مارتم پر
 پڑے میں نے تو تیری ہی حفاظت و عافیت کے خاطر یہ سب کچھ کیا تھا اور تو نے ہی
 میرے خلاف گواہی دے دی۔

جانوں کوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کون ابو بکرؓ تیرے بیٹی کی حالت سن کر نجح ہوا اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں۔ ام خیرؓ نے قبول کر لیا۔ ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابو بکرؓ کی حالت دیکھ کر ختم نہ کر سکیں۔ بے تحاشا رونا شروع کر دیا کہ بد کرداروں نے کیا حال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے کئے کی سزادے۔ حضرت ابو بکرؓ نے پھر پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ کا کیا حال ہے۔ ام جمیلؓ نے حضرت ابو بکرؓ والدہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کرو تو ام جمیلؓ نے خیریت سنائی اور عرض کیا بالکل صحیح سالم ہیں۔ آپؓ نے پوچھا کہ اس وقت کہاں ہیں۔ انہوں عرض کیا کہ ارقمؓ کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر لوں۔ ان کی والدہ کو تو بیقراری تھی کہ وہ کچھ کھالیں اور انہوں نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے۔ مباداً کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت پہنچائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گذر گیا تو حضرت ابو بکرؓ کو لیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ارقمؓ کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابو بکرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی لپٹ کر روئے اور مسلمان بھی سب روئے لگئے کہ حضرت ابو بکرؓ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے درخواست کی کہ یہ میری والدہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے ہدایت کی دعا بھی فرمادیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ بھی فرمائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اول دعا فرمائی۔ اس کے بعد ان کو اسلام کی ترغیب دی۔ وہ بھی اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔

قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی وہ وہاں سے اٹھا کر لائے۔ کسی کو بھی اس میں تردید نہ تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وحشیانہ حملہ سے زندہ نہ چکیں گے۔ بتومیں مسجد میں آئے اور اعلان کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اگر اس حادثہ میں وفات ہو گئی تو ہم لوگ ان کے بدله میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے، عتبہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مارنے میں بہت زیادہ بذختوں کا اظہار کیا تھا۔ شام تک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بیہوٹی رہی۔ باوجود آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ شام کو آوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے اس پر بہت ملامت کی کہ ان ہی کے ساتھ کی بدلوٹی یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں رہنے پر بات کی تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا جذبہ اور ان ہی کی لے۔ لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے کہ بدلوٹی بھی تھی اور یہ بھی کہ آخر کچھ جان باقی ہے کہ بولنے کی نوبت آئی اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ام خیرؓ سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کے لئے کسی چیز کا انتظام کر دیں، وہ کچھ تیار کر کے لاائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابو بکرؓ کی ایک صداقتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گذری۔ ان کی والدہ نے فرمایا مجھے تو خرجنیں کہ کیا حال ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ام جمیلؓ (حضرت عمرؓ کی بہن) کے پاس جا کر دریافت کرلو کیا حال ہے۔ وہ بیچاری بیٹی کی اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست کو پورا کرنے کے واسطے ام جمیلؓ کے پاس گئیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی عام دستور کے موافق اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فرانے لگیں میں کیا

ہے۔ گویا یہ بھی ایک قسم کی حدیث المائدہ (بیبل ٹاک) اور ہضم کرنے کا چورن ہے۔ ان کو کیا معلوم کہ اسلامی تاریخ میں غریبوں اور امیروں کے درمیان صوفیہ اسلام کی یہ خانقاہیں درمیانی کڑی کا کام دیتی تھیں ان بزرگوں کا دربار وہ دریا تھا جہاں سلاطین بھی خراج داخل کرتے تھے۔ خود سلطان المشائخ کا کیا حال تھا۔ گزر چکا کہ ولی عہد سلطنت خضر خاں تک اسی دربار کا حلقوں بگوش تھا۔ علاء الدین جوسارے ہندوستان سے خراج وصول کرتا تھا لیکن ایک خزانہ وہ بھی تھا جس میں اسے بھی مالکزاری داخل کرنی پڑتی تھی۔ یہی خانقاہیں تھیں جن کے ذریعہ سے ملک کے عام غرباء فقراء تک ان کا حصہ پہنچ جاتا تھا۔ اور یہی مطلب ہے اس مشہور فقرہ کا کہ:

”مال صوفی سبیل است“

غربت و امارت کا یہ سنگم یعنی صوفیہ صافیہ کا یہ طبقہ جہاں امراء و غرباء دونوں ایک حیثیت سے حاضر ہوتے تھے۔ اس سے غریب اور حاجتمند مسلمانوں کی کتنی حاجت روایاں ہوتی تھیں۔ واقعیہ یہ ہے کہ اسلامی عہد کا کوئی زمانہ اور ان دونوں ہندوستان کا شاید ہی کوئی صوبہ کوئی علاقہ ایسا ہو گا جہاں

تُؤْخَذُ مِنْ أَعْنَيَاءِهِمْ وَتُرْدُ عَلَىٰ فُقَرَاءِهِمْ

”ان کے دولتمندوں سے لیا جائے اور ان کے ضرورتمندوں کو پہنچا دیا جائے“ کے نبی فرمان کی تعلیل میں ارباب صدق و صفا کا یہ طبقہ نہ تھا۔ خصوصاً جن بزرگوں کا کسی خاص وجہ سے امراء اور ارباب ثروت پر اثر قائم ہو جاتا تھا۔ یوں سمجھئے کہ غرباً کی قسمت جاگ اٹھتی تھی۔ اسلام کے ان اکابر کا حال پڑھئے اور اس پر غور کیجئے۔ آپ

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

از: محمد رحمت اللہ

فسط نمبر ۳

مضمون کے سلسلہ کے لئے النور کے اپریل 2019ء شمارہ کو ملاحظہ کریں۔

فقیر کاشاہی دسترخوان

حضرت خواجہ صاحب خود دامہ الصوم تھے لیکن دونوں وقت شاہی دسترخوان لگتا اور انواع و اقسام کے کھانے و افر مقدار میں چنے جاتے۔ امیر و غریب، شاہ و گدا، شہری و پردیسی، صالح و گناہ گار کسی کی تفریق نہ تھی۔ سب ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھاتے، لے جانے کی بھی اجازت تھی۔ بعض لوگ کھاتے اور باندھ کر لے جاتے۔ یہ شاہی دسترخوان اپنی نوعیت میں یکتا تھا۔ اسی دسترخوان پر بیٹھ کر سینکڑوں ہزاروں غرباء کو وہ کھانے نصیب ہوتے جن کے انہوں نے نام ہی نام سنے تھے۔ بڑے بڑے امراء دربار اور اعیان سلطنت کو بھی حاضری کی آرزو ہوتی تھی اور اس کھانے کی لذت کو وہ یاد کرتے تھے۔ ہدایت و ارشاد اور سلوک و تربیت کے فیض عام کے علاوہ (جس کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا تھا) حضرت خواجہ کا یہ بھی فیض تھا جو دلی میں اپنی پوری روانی کے ساتھ جاری تھا اور جو ہزاروں بندگاں خدا کی پروردش کا ذریعہ تھا۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے درویش کے اس خوان سلطانی کا ذکر کرتے ہوئے خوب لکھا ہے:

”آج جن چیزوں پر ایوان نعمت کے قصور کے ساتھ غریبوں کا دکھڑا رویا جاتا

سلاطین عہد سے بے تعلقی

سلسلہ چشتیہ کی بنیاد سلطنت ہندوستان کی دینی رہنمائی بلکہ سلطنت اسلامی کی تاسیس، اسلامی معاشرہ کی اصلاح اور اس میں روحاںیت و انبت کی روح پھونکنے کے ساتھ ساتھ ابتداء ہی سے سلاطین وقت سے بے تعلقی کے اصول پر پڑی تھی۔ اور یہ اس سلسلہ کا ایک شعار اور مشائخ چشتیہ کا مقدس ترکہ اور امانت بن گئی تھی۔ مشائخ چشت نے اس ”شیشہ و آہن“ کو جمع کرنے میں اپنا پورا کمال دکھایا تھا۔ ایک طرف وہ دربار کے غلط رجحانات کی اصلاح اور وقت کے فتنوں کے استیصال سے غافل اور غم اسلام سے خالی اور اس ملک میں مسلمانوں کے مستقبل سے بے فکر نہ تھے۔ دوسری طرف وہ ایک اصول اور عقیدے کے طور پر یہ طے کر چکے تھے کہ ان کو دربار سے براہ راست کوئی تعلق رکھنا نہیں ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے لیکر خواجہ نظام الدین تک یہ گویا ایک طے شدہ حقیقت تھی کہ ان کو نہ دربار میں جانا ہے اور نہ سلاطین وقت سے ملاقات کرنی ہے۔ اس اصول پر یہ سب حضرات سختی سے کار بند رہے۔ اس کا نتیجہ تھا کہ سیاست کے خارزار میں ان کا دامن کبھی نہیں الچا۔ اور انقلابات سلطنت کا ان کے مرکزوں اور ان کی سرگرمیوں پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ ان کا اخلاص، ان کی بے لوٹی اور بے غرضی تمام سیاسی اختلافات کے باوجود مسلم رہی۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں سب سے طویل عرصہ تک اس سلسلہ کو اپنا کام جاری رکھنے اور ہندوستان پر اثر انداز ہونے کا موقع ملا۔ اور شاید اسی کا نتیجہ تھا کہ اس

کو نظر آئے گا کہ امراء اور غرباء کے درمیان ان بزرگوں کا وجود حلقہ اتصال بنا ہوا تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ ان کی خانقاہوں کے لنگرخانے جہاں اپنے اندر دوسرے اغراض رکھتے تھے ایک بڑا کام ان سے یہ بھی نکلتا تھا کہ ملک کے غریبوں، مسلمانوں، بے وسیلوں کی پناہ گاہ یہ خانقاہ ہیں بنی ہوئی تھیں۔ بلکہ ان ہی کے ذریعہ سے غریبوں تک بھی وہ نعمتیں پہنچ جاتی تھیں جن کا نام بھی اس زمانہ کے غریبوں نے شاید نہ سننا ہو۔

شیخ کی غذا

شیخ خود کھانے میں شریک ہوتے لیکن اس شاہی دسترخوان پر جس پر انواع و اقسام کے کھانے اور الوانِ نعمت ہوتے ان کی غذاءعام طور پر ایک یا آدھی روٹی اور کچھ کریلہ وغیرہ کی سبزی یا تھوڑے سے چاول ہوتے۔ آپ کے مرید اخصاص مولانا شمس الدین تکی اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں:

”میں ایک مرتبہ دسترخوان پر موجود تھا افطار کے وقت میری نظر سلطان المشائخ پر تھی۔ میں نے دیکھا کہ کھانا شروع ہونے کے وقت آپ نے لقمہ لینے کے لئے جو ہاتھ پیالہ کی طرف بڑھایا تھا وہ آخر وہیں رہا۔ منہ تک آنے کی نوبت نہ آئی کہ دسترخوان بڑھا دیا گیا۔“

ترتیب

دسترخوان پر بیٹھنے کا قاعدہ اور ترتیب یہ تھی کہ سب سے آگے مندوں مزادگان (مرشد سے نسبت قرابت رکھنے والے) ہوتے، پھر علماء، پھر رؤساء و اشراف۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی.....(قسط نمبر ۱۱)

از: مولانا مفتی سید محمد اسحاق نازکی قاسمی صاحب

حضرات اکابر علماء و اولیائے دیوبند کا شجرہ بیعت و سلسلہ اجازت حضرت حاجی محمد امداد اللہ صاحب مہاجر کی (وفات ۱۳ رجب میں) (وفات ۱۳۴۰ھ مدن جنت المعلی مکہ مکرمہ)۔ حضرت میاں جی حافظ نور محمد جھنچھانوی (وفات ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۰۹ھ مدن جھنچھانہ ضلع مظفرگڑ پوپی)۔ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب شہید (وفات ۲۷ ربیع دوم ۱۳۲۶ھ مدن پنجاب ملک ولایت)۔ حضرت شیخ عبدالباری (وفات ۶ رحمون الحرام ۱۲۲۶ھ مدن امر وہہ پوپی)۔ حضرت شیخ عبد الہادی (وفات ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۰۹ھ مدن امر وہہ پوپی)۔ حضرت شیخ عضد الدین (وفات ۲۷ ربیع دوم ۱۳۰۷ھ مدن امر وہہ پوپی)۔ حضرت شیخ محمد کی (وفات ۱۱ ربیع دوم ۱۳۰۷ھ مدن امر وہہ پوپی)۔ حضرت شاہ ابوسعید (وفات ۲۳ ربیع دوم ۱۳۰۵ھ مدن اکبر آباد موتی گڑھ)۔ حضرت شاہ محب اللہ (وفات ۹ ربیع دوم ۱۳۰۵ھ مدن الله آباد پوپی)۔ حضرت شاہ ابوسعید (وفات ۲۳ ربیع دوم ۱۳۰۴ھ مدن گنگوہ سہارپور پوپی)۔ حضرت شیخ نظام الدین (وفات ۲۳ ربیع دوم ۱۳۰۴ھ مدن گنگوہ پوپی)۔ حضرت شیخ محمد ردولی (وفات ۷ اصفہان مظفر ۱۳۰۴ھ مدن)۔ حضرت شیخ احمد عارف (وفات ۷ اصفہان مظفر ۱۳۰۴ھ مدن)۔ حضرت

سلسلہ کو قبول عام اور بقاء دوام حاصل ہوا۔
اس سلسلے کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ:

غیبی لنگر

اسی زمانہ میں جب سلطان قطب الدین کی طرف سے اس بات کی خاص روک تھام تھی کہ امراء دربار اور اعیان سلطنت کی طرف سے حضرت خواجہ کی خدمت میں کوئی نذر پیش نہ ہونے پائے۔ تاکہ دیکھا جائے کہ یہ شاہانہ لنگر کس طرح چلتا ہے۔ آپ نے خاص طور پر تاکید فرمائی تھی کہ اس زمانہ میں کھانا زیادہ پکایا جائے اور دستیروں و سعی سے وسیع تر کر دیا جائے۔ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی نے فرمایا: ”ایک بار سلطان قطب الدین کو کسی بد خواہ نے کہا کہ شیخ ہماری فتوحات قبول نہیں کرتے۔ اور امراء و سرداروں کی لائی ہوئی فتوحات قبول کرتے ہیں۔ آخر وہ سب بھی تو آپ ہی کے یہاں سے لے جاتے ہیں۔ سلطان قطب الدین نے یہ بات سچ جان کر حکم کیا کہ کوئی امیر یا سردار شیخ کے یہاں نہ جائے۔ دیکھو وہ اس قدر دعوت لوگوں کی کہاں سے کرتے ہیں۔ اور جاؤں مقرر کئے کہ دیکھتے رہیں جو امیر وہاں جاوے مجھے آ کر اطلاع کریں۔ جناب شیخ نے جب یہ سنا، فرمایا: کھانا آج سے زیادہ پکایا جاوے۔ ایک مدت بعد سلطان نے لوگوں سے دریافت کیا کہ خانقاہ شیخ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ سابق جس قدر پکتا تھا اب اس سے دو گناہ پکتا ہے۔ بادشاہ یہ سنکر پیشان ہوا۔ کہا میں غلطی پڑھا۔ آپ کا معاملہ عالم غیب سے ہے۔“

جاری.....

علیٰ (شہادت ۲۱رمضان المبارک ۴۰ھ مدن بجف اشرف عراق)۔
 [منقول از صلوٰۃ وسلام معمولات یومیہ، مرتبہ حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھ]
 یاد رہے کہ خلیفہ چہارم سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو براہ راست
 بیعت کی یہ سعادت و احسان کا یہ شرف اور فیضان نبوی کی یہ خوش نصیبی حضرت
 رسالت پناہ سیدنا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح ہر صحابی کو بلا واسطہ
 ملی ہے۔ تاہم یہ خلافت حسی و معنوی انہیں سیدنا و سندنا و امامنا حضرت عثمان غنی
 ذوالنورین سے اور انہیں سیدنا و سندنا و امامنا حضرت عمر فاروق عظم سے اور انہیں
 سیدنا و سندنا و امامنا خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق سے حاصل ہوئی ہے اور
 تمام حسی و معنوی کمالات، تمام علمی و عرفانی مقامات اور تمام بشری و نبوی امتیازات
 کے حسین ترین سُنَّت حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شفیع عظم کی ذات والا
 صفات ہے۔ جو جان جہاں، قبلہ عاشقان، حاصل ایمان، مرنزِ عشق ووفا، معدنِ جود
 و سخا ہے۔ محور تخلیقات الہیہ و انعامات ربانية ہے۔ خاتم الانبیاء والمرسلین ہے۔ ولادت
 طیبہ مبارکہ بروز پیر بوقت صبح صادق بمقام مکہ مکرہہ بتاریخ ۹ ربیع الاول عام الفیل
 مطابق ۲۲ اپریل ۱۷۵۵ء یکم جیعہ ۲۸ بکرمی ہوئی ہے اور وصال شریف بروز پیر
 بوقت چاشت بمقام حجرہ عائشہ صدیقة مسجد نبوی مدینہ طیبہ بتاریخ ۹ ربیع الاول
 سالہ مطابق ۷ جون ۱۳۲۲ء بعمر مبارک تریس سال، چار ماہ، چار دن اور چار گھنٹے
 گزار کر ہوا ہے) جاری.....

شیخ احمد عبد الحمیٰ (وفات ۱۵رمضان المبارک ۸۳۷ھ مدن روول)۔ حضرت شیخ جلال
 الدین کبیر الاولیاء (وفات ۵رمذان قدر ۱۵۷۷ھ مدن پانی پت ہریانہ)۔ حضرت شیخ
 شمس الدین (وفات ۹ ربیع الاول ۱۶۱۷ھ مدن پانی پت)۔ حضرت شیخ علاء
 الدین کلیری صابری (وفات ۱۳ ربیع الاول ۱۹۰۹ھ مدن کلیر شریف اتراکھنڈ)۔
 حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر (وفات ۵ محرم الحرام ۱۷۶۹ھ پاک پن یونی)۔
 حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی (وفات ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ مدن دہلی)۔
 حضرت خواجہ خواجہ گانشی میعنی الدین اجمیری (وفات ۶ ربیع المرجب ۱۳۲۲ھ
 مدن اجمیر)۔ حضرت خواجہ عثمان ہارون (وفات ۱۳۳۲ھ مدن مکہ مکرہہ)۔ حضرت
 شیخ شریف زندانی (نامعلوم)۔ حضرت خواجہ مودود چشتی (وفات ۱۵۲۵ھ مدن
 چشت)۔ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی (وفات کیم جمید الاول مدن چشت)۔
 حضرت شیخ ابو محمد چشتی (وفات ۲ ربیع الاول ۱۳۱۱ھ)۔ حضرت شیخ ابو احمد چشتی
 ابدال (وفات ۱۳۵۵ھ مدن چشت)۔ حضرت خواجہ ابو سلطن شامی (وفات ۱۲ ربیع
 الاول ۱۳۲۹ھ مدن شام)۔ حضرت خواجہ مشداد دینوری (وفات ۱۳ محرم الحرام
 ۱۲۹۹ھ)۔ حضرت خواجہ ابو سیرہ بصری (وفات ۷ شوال المکرم ۲۷۵ مدفن بصرہ)۔
 حضرت خواجہ حذیفہ عرشی (وفات ۲۲ شوال المکرم ۱۳۵۲ھ مدفن بصرہ)۔ حضرت شیخ
 ابراهیم بن ادھم (وفات کیم شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مدفن شام)۔ حضرت شیخ فضیل بن
 عیاض (وفات محرم الحرام ۱۴۰۱ھ مدفن مکہ مکرہہ)۔ حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید
 مدھنی (وفات ۷ صفر المظفر ۱۴۰۷ھ مدفن بصرہ)۔ سرخیل اولیاء حضرت خواجہ حسن
 بصری (وفات کیم ربیع المرجب ۱۴۰۰ھ مدفن بصرہ)۔ سیدنا و سندنا و امامنا حضرت

فارغ ہو کر سنت کے مطابق وضو کریں اور تحریۃ المسجد، تحریۃ الوضو اور تہجد کی نفلیں ادا کریں، نیز نوافل سے فارغ ہو کر کچھ دیر خاموشی سے ذکر و تسبیح میں مشغول رہیں۔

پھر خاموشی سے خوب رہو کر اپنے جملہ مقاصد حسنہ اور فلاج دارین کی دعائیں۔

(۲) صبح صادق سے کوئی پون گھنٹہ پہلے سحری کھائیں اور سحری سے فارغ ہو کر نماز فجر کی تیاری کریں، صفائح اور تکبیر اولیٰ کا خیال رکھیں جب تک نماز کے انتظار میں رہیں اور استغفار کرتے رہیں۔

(۵) نماز فجر سے فارغ ہو کر آیتہ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر پورے جسم پر دم کریں اور سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، استغفار اللہ اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح پڑھیں۔

(۶) اشراق کے وقت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نفل ادا کریں اور پھر آرام کریں اور چاشت کے وقت بیدار ہو کر کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت نفل چاشت کی ادا کریں اور جتنا ہو سکے صحیح تلفظ کے ساتھ کلام پاک کی تلاوت کریں۔

(۷) جب زوال ہو جائے تو چار رکعت نفل سنن زوال ادا کریں اور نماز ظہر کے انتظار میں صفائح اول میں بیٹھیں اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔ اور ظہر سے فارغ ہو کر صلوٰۃ الشیعہ پڑھیں اور تلاوت کریں پھر اگر تھکن محسوس ہو تو کچھ آرام کر لیں۔

(۸) نماز عصر سے کوئی آدھ گھنٹہ پہلے بیدار ہو جائیں وضو کر کے تحریۃ الوضو اور

معتکف کے لئے مختصر دستور العمل

مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی

معتکف کو مندرجہ ذیل دستور العمل کی پابندی کرنی چاہیے، کیونکہ وہ دربار خداوندی میں اسی مقصد کے لئے حاضر ہوا ہے اس کا ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی ہے۔

(۱) مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نفل اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت نفل ادا کریں۔ پھر آیتہ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر بدن پر دم کریں۔ اس کے بعد مختصر سا کھانا اور مختصر آرام کریں اور پھر نماز عشاء کی تیاری اور صفائح اول اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔

(۲) عشاء کی نماز اور تراویح سے فارغ ہو کر علم دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے کسی مستند اور معتبر دینی کتاب کا مطالعہ کریں، یا کسی مستند و معتبر عالم دین کے درس میں شرکت کریں (اگر ایسا درس ہوتا ہو) نیز شب قدر میں مطالعہ سے فارغ ہو کر جب تک طبیعت میں بشاشت رہے ذکر و تلاوت اور نوافل میں مشغول رہیں۔ اور جب سونے کو طبیعت چاہے تو پوری طرح سنت کے مطابق قبلہ رو ہو کر (اگر ممکن ہو) سو جائیں۔

(۳) موسم گرم میں صبح تین بجے نیند سے بیدار ہو جائیں۔ طبیعیہ ضروریات سے

عید الفطر خوش کادن ہے

مولانا ابو جندل قاسمی

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
المدینۃ ولهم یومن یلعبون فیہما فقال: ما هذان الیومان قالوا کنا
نلعب فیہما فی الجahلیyah فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: قد
ابدلكم اللہ بھما خیرا منھما یوم الاضحی و یوم الفطر.

(ابو داؤد ۱ / ۱۶۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکرمہ
سے ہجرت فرمائی مدنورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ دو تھوڑا منایا کرتے تھے اور
ان میں کھیل تماشے کیا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ:
یہ دون جو تم مناتے ہو ان کی کیا حقیقت اور حیثیت ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: ہم
اسلام سے پہلے ان دونوں میں کھیل کو دو اور خوشیاں منایا کرتے تھے، (بس وہی
رواج ہے جواب تک چل رہا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ
نے تمہارے ان دو تھوڑوں کے بد لے میں ان سے بہتر دون تمہارے لئے مقرر کر
دئے ہیں، (بس اب وہی تمہارے قومی اور مذہبی تھوڑا ہیں) عید الاضحی کادن اور عید
الفطر کادن۔

ہر قوم کے کچھ خاص تھوڑا اور جشن کے دن ہوتے ہیں جن میں اس قوم کے

دیگر نوافل پڑھ کر نماز عصر کا انتظار کریں اور اس سے فارغ ہو کر مختصر تلاوت کریں پھر
تسبیحات ادا کریں جن کا ”نمبر ۵“ میں ذکر گزرا ہے پھر ہمہ تن دعاء میں مشغول رہیں
یہ وقت نہایت گراں قدر ہے اس کو افطار کی تیاری میں ضائع نہ ہونے دیں۔

(۹) جو با تین حالت اعتکاف میں مکروہ اور منع ہیں ان سے مکمل طور پر اجتناب
کریں جن کی تفصیل اعتکاف کے مکروہات میں گزر چکی ہے اس کا دوبارہ غور سے
مطالعہ کریں۔

(۱۰) معتکف پر لازم ہے کہ صفا اول میں خود آکر بیٹھے، خود اگر کہیں اور ہوا اور
تو لیہ اور چادر وغیرہ سے جگہ رو کے رکھے ایسا نہ کرے۔

اور اپنے ہر قول فعل، نشست و برخاست اور طرز عمل سے دوسرے
معتکفین اور نمازیوں کو تکلیف پہنچنے سے بچانے کا اہتمام کرے اور اپنی صفائی کا
بھی خیال رکھے اور مسجد کی صفائی کا بھی اہتمام رکھے۔

اپنی اور دیگر احباب اور متعلقین کی عفو و مغفرت کی سر توڑ کو شش کرے۔
رحمت کا امیدوار ہے اور مایوسی کو ہرگز را نہ دے۔

جاتے، جس کا اندازہ ہم اپنے برادران وطن کے تھواروں (ہولی اور دیوالی) کے موقعوں پر پیش آنے والے مناظر سے بخوبی کر سکتے ہیں۔ (بذریعہ لمحہ ۱۵۹/۲)

”عید“ کی وجہ تسمیہ: علماء کرام نے عید کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کئی باتیں کہی ہیں:

- (۱) ”عید“ اصل میں ”عواد“ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی لوٹنے کے ہیں، اس کو عید کہنا ایک طرح کی نیک فالی ہے اور گویا اس تمنا کا اظہار ہے کہ یہ مسرت و خوشی کا دن بار بار آئے۔

(۲) دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ عید ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔

(۳) تیسرا وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ہر سال مغفرت اور رحمت کے ساتھ لوٹتا ہے اور متوجہ ہوتا ہے۔ گویا اگر اللہ تعالیٰ کی مغفرت و رحمت بندے کو حاصل نہ ہوئی تو روزے اور عید کا مقصد حاصل نہیں ہوا۔

(۴) چوتھی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ عید کے دن آدمی غم سے خوشی کی جانب عود کرتا ہے۔

(۵) پانچویں وجہ تسمیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ہر شخص عید کے روز اپنی حیثیت کی طرف رجوع کرتا ہے، جوان کے لباسوں اور کھانے پینے کی چیزوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

(شرح ابی داؤد للعنینی ۸۲۶/۳)

دو گانہ نماز عید کی حکمت: اسلامی شریعت نے انسانی فطرت کا لحاظ رکھتے ہوئے جہاں اپنے تبعین کے لئے سال میں دو دن عید کے عنوان سے خوشی و مسرت کے لئے تجویز کئے ہیں وہیں ان دونوں دنوں میں دو گانہ نماز عید واجب کر کے یہ بات

لوگ اپنی اپنی حیثیت اور سطح کے مطابق اچھا بس پہنچتے اور عمدہ کھانے پکاتے ہیں اور اگلے پچھلے رنج و غم و مصائب کو بھول کر دیگر طریقوں سے بھی اپنی مسرت و خوشی کا اظہار کرتے ہیں یہ گویا انسانی فطرت کا تقاضا ہے اسی لئے انسانوں کا کوئی طبقہ اور فرقہ ایسا نہیں جس کے ہاں تھوار اور جشن کے کچھ خاص دن نہ ہوں۔

مذہب اسلام میں بھی ایسے دو دن رکھے گئے ہیں، ایک عید الفطر، دوسرے عید الاضحیٰ، بس یہی مسلمانوں کے اصل مذہبی ولیٰ تھوار ہیں ان کے علاوہ مسلمان جو تھوار مناتے ہیں ان کی کوئی مذہبی حیثیت اور بنیاد نہیں ہے، بلکہ اسلامی نقطہ نظر سے ان میں سے اکثر بدعاوں و خرافات ہیں۔

اسلام سے پہلے بھی لوگ دو دن ”نیروز اور مہرجان“ تھوار کے طور پر منایا کرتے تھے، ”نیروز“ سال کا پہلا دن تھا، یہ ”نوروز“ کا معرب ہے اور ان دونوں دنوں میں ہوا معتدل ہوتی ہے، نہ سرد نہ گرم، دن رات برابر ہوتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ اسی وجہ سے حکماء نے ان دونوں دنوں کو خوشی منانے اور کھیل کو د کرنے کے لئے منتخب کیا اور دوسرے لوگ چوں کہ حکماء کے ساتھ تعظیم کا معاملہ کرتے تھے اور ان کی کمال عقل کے معرفت تھے اس لئے انہوں نے ان دونوں کے حوالے سے ان حکماء کی تجویز کو قبول کیا اور وہ لوگ ان دونوں دنوں میں جشن مناتے، تفریحات کرتے، گانے بجانے کی مجلسیں جمعتیں، خوشی کے اظہار اور کھیل کو د میں مست ہو

ایسے شخص کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مندرجہ ذیل ارشاد مبارک ہے:

”جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ جل شانہ فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر فرماتے ہیں اور ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! اس مزدور کا کیا بدله ہے جو اپنی خدمت پوری پوری ادا کر دے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! اس کا بدله یہی ہے کہ اس کی اجرت پوری پوری دے دی جائے، ارشاد ہوتا ہے کہ اے فرشتو! میرے غلاموں اور باندیوں نے میرے فریضے کو پورا کر دیا، پھر دعا کے ساتھ پکارتے ہوئے (عیدگاہ کی طرف) نکلے ہیں، میری عزت کی قسم، میرے جلال کی قسم! میری بخشش کی قسم! میرے علوٰ شان کی قسم! میرے بلندی مرتبہ کی قسم! میں ان لوگوں کی دعا ضرور قبول کروں گا، پھر لوگوں کو خطاب فرماء کہ ارشاد ہوتا ہے کہ: جاؤ میں نے تمہارے گناہ معاف کردے ہیں اور تمہاری برا نیوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے، پس وہ لوگ عیدگاہ سے ایسے حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں۔“ (شعب الایمان لللہ پھقی حدیث ۷۱۷، مشکوٰۃ شریف ۱۸۲/۱)

حقیقت یہی ہے کہ عید کی خوشی و مسرت ہمیں اسی وقت حاصل ہو گی جب ہم عید کا چاند کیجھ کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی، تلاوت قرآن کریم و ذکر و اذکار، صدقات و خیرات، توبہ و استغفار کا اور آئندہ معصیات و منکرات سے پر ہیز کرنے کا پختہ ارادہ و ہمدرد کریں۔ بصورت دیگر عید کا دن ہمارے لئے مسرت و شادمانی کا نہیں بلکہ رنج و غم اور حرست و یاس کا دن ہو گا۔

بتلائی ہے کہ مسلمانوں کی مسرت اور شادمانی کے اظہار کا طریقہ غیر مسلموں سے مختلف ہونا چاہیے اور وہ یہ کہ مومن بندے کی پیشانی اپنے خالق و مالک کے سامنے سجدہ ریز ہو جائے۔ وہ اس بندہ نواز کے حضور اپنی بندگی کا اظہار کر کے اس کی خوشنودی کا مستحق بن جائے، ظاہر ہے مومن بندے کے لئے سب سے بڑی خوشی یہی ہے کہ اسے دنیا کی فانی لذت حاصل ہو یا نہ ہو مگر اس کا حقیقی رب اس سے راضی ہو جائے۔ قرآن کریم میں سورہ توبہ میں ارشاد خداوندی ہے: ”ورضوان من الله اکبر“ (اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی سب نعمتوں سے بڑی چیز ہے۔ بیان القرآن) اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے خوشی کے ان دونوں میں نماز عید کے ذریعے اظہار بندگی کا حکم دے کر خوشی کے جذبات کے ساتھ ساتھ معرفتِ خداوندی اور شکر نعمت جیسے واجبات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے، کہ عید محض مذہبی تھا ورنہ بیس بلکہ انعامات خداوندی کی شکر گزاری کا دن ہے عید کھیل کو دکان نہیں بلکہ خدا کی معرفت حاصل کرنے کا دن ہے، عید خوشیوں میں مست ہونے کا دن نہیں بلکہ اپنے مقصد تخلیق کو پہچان کر رضاۓ خداوندی کے حصول کا دن ہے، یہی عید کی اصل روح ہے اور یہ روح درحقیقت اس شخص کو حاصل ہو گی جس نے ماہ رمضان المبارک میں عبادت، تلاوت قرآن کریم، صدقات و استغفار کی کثرت اور معصیات اور منکرات سے پر ہیز کے ذریعے اپنے کو ”تقوی“ (جور ووزے کا خاص مقصد ہے) کی صفت سے مزین اور آراستہ کیا ہو۔

نمازوں سے چھ تکبیریں زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں تکبیر کے بعد شایعی سبحانک اللہم..... اخیر تک پڑھے اس کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھائے، دو تکبیروں میں ہاتھ نیچے لٹکائے اور نہ باندھے، اور تیسرا میں ہاتھ باندھ لے، پھر امام سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے اور رکعت مکمل کر لے۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں امام سورہ فاتحہ اور سورت کی قرأت کے بعد رکوع میں جانے سے قبل تین بار اللہ اکبر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور چھوڑ دے، اور چوتھی تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائے بغیر رکوع میں چلا جائے۔ اور باقی نماز حسب معمول پوری کرے۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے اور مقدمی خاموشی کے ساتھ سین، خطبہ کا سنسنا واجب ہے۔ خطبہ کے بعد دعا ثابت نہیں بلکہ نماز کے بعد، ہی دعا کی جائے، عید کے خطبے میں تکبیر تشریق سے ابتداء کریں، اول خطبے میں نومرتبا اور دوسرے خطبے میں سات مرتبہ تکبیریں کہیں۔

چند قبل غور باتیں

آتش بازی، لاثری، جوا، بے پر دگی کرنا اور پارکوں، تفریح گاہوں میں گھومنے جانا، فضول خرچی و اسراف وغیرہ عام دنوں میں بھی ناجائز ہیں عید کے دن ان کا ملوں میں مشغول ہونا اور زیادہ برا ہے۔ ان چیزوں سے خود بھی بچیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں بلکہ زائد پیسوں اور چیزوں کو فقراء و مساکین پر خرچ کریں۔ ہمارے وطن کشمیر میں اس وقت غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور پریشان

عید الفطر کے مسنون اعمال

شوال المکرم کے روزے

انتخاب: مفتی سعید اللہ میر استاذ دارالعلوم رحیمیہ

عید کے دن تیرہ چیزوں مسنون ہیں

- (۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسوک کرنا
- (۴) اپنے پاس موجود عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو بہت سویرے اٹھنا (۷) عید گاہ بہت سویرے جانا (۸) عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا (۹) عید گاہ جانے سے قبل صدقۃ فطر ادا کرنا (۱۰) عید کی نماز عید گاہ میں جا کر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا البتہ مخذورین اور اسی طرح دوسرے نیتھیں کی نماز میں جو بغرضِ انتظام شہر میں نماز پڑھیں کوئی کراہت نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر معلکفین دور دراز کے ہوں اور نماز پڑھ کر اپنی بستیوں کو واپس جانا چاہیں تو کوئی حرج نہیں۔ (۱۱) عید گاہ پیدل جانا (۱۲) راستے میں تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا إله إلا الله وَالله اکبر اللہ اکبر وَلَلله الحمدُ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔ (۱۳) ایک راستے سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔

عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ

عید کی نماز دور کعت ہیں اور یہ دور کعت واجب ہیں۔ اس نماز میں عام

رکھنے کی ترغیب اور اس کا ثواب عظیم بتالایا ہے۔ اجر و ثواب دینے کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ نے یہ کرم فرمایا ہے کہ ہر نیک عمل کا ثواب دس گناہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جب کسی شخص نے رمضان المبارک کے تین روزے رکھے اور پھر شوال میں چھروزے اور رکھ لئے تو یہ چھتیں روزے ہو گئے۔ اور چھتیں کو دس میں ضرب دینے سے تین سو ساٹھ ہو جاتے ہیں۔ قمری حساب سے ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے۔ لہذا چھتیں روزے رکھنے پر اللہ جل شانہ کے نزدیک تین سو ساٹھ روزے شمار ہوں گے اور اس طرح پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔

اگر کوئی شخص ہر سال رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ چھنفلی روزے بھی شوال میں رکھ لیا کرے تو وہ اجر و ثواب کے اعتبار سے ساری عمر روزہ رکھنے والا مان لیا جائے گا۔ اللہ اکبر! خدا تعالیٰ کی کیسی بے انہصار حمت ہے کہ معمولی سی محنت پر زندگی بھر روزے رکھنے کا ثواب عظیم عطا فرمانے کیلئے بہت ہی آسان طریقہ بیان فرمایا۔ حق تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ماہ شوال کے روزوں میں اختیار ہے خواہ شروع مہینہ میں رکھیں یا درمیان میں یا آخر میں اور یہ بھی اختیار ہے کہ خواہ مسلسل رکھیں یا متفرق علیحدہ، کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ البتہ عورت شوہر کی موجودگی میں اس سے اجازت لے کر ہی یہ روزے رکھے۔

حوالوں کی کمی نہیں ہے لہذا اپنے مال کو خرافات میں ضائع کرنے کے بجائے ان مستحقین پر خرچ کریں۔ باطل فرقے عیسائی، مرزائی وغیرہ اس وقت ان غریبوں کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر مالی امداد دیکر ان کو مرتد بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور مسلمان اپنے روپ پر پیے فضولیات میں خرچ کر رہے ہیں۔ اللہ کیلئے ان کا خیال کریں ان کا تعاون کریں اور ان کی مدکریں۔

شوال المکرم کے روزے

رمضان المبارک اور دوسراے ایام کی طرح شوال کے کچھ دنوں میں بھی روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں منقول ہے حدیث: ﴿عَنْ أَبِي أُبُّوبَاتِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتَبَعَهُ سِنَّاً مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيمٌ الدَّهْرِ﴾۔

(رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوابوہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوال میں چھنفلی روزے رکھنے کا یہ عمل ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہوگا۔ اس حدیث پاک میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک گزرنے کے بعد شوال کے مہینے میں چھنفلی روزوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے ان کے

نصیب ہو بے حد محرومی ہے اور معمولی اعذار سے اس سعادت عظیمی سے محرومی انتہائی قساوت اور جفا ہے اگرچہ بعض علماء نے بعض روایات کی بنابری بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے مسجد کی زیارت کی نیت کو ضروری بتایا ہے لیکن آئمہ اربعہ کے سب مذاہب اس پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کا ارادہ بھی مستحب ہے، حنفیہ کی معتبر کتاب سے ملاعلیٰ قاریٰؒ کی عبارت اور نقل کر چکا ہوں۔ شافعیہ کے مقتدا امام نوویؒ اپنی مناسک میں لکھتے ہیں کہ جب حج سے فارغ ہو جائے تو چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے مدینہ منورہ کا ارادہ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت اہم ترین قربات میں سے اور کامیاب مساعی میں سے ہے۔

انوار ساطعۃ میں مالکیہ کے مذهب میں لکھا ہے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت پسندیدہ سنت ہے جو شرعاً مطلوب ہے اور مرغوب ہے، اور اللہ جل شانہ کے یہاں قربت پیدا کرنے میں، بہت اونچی چیز ہے اور قاضی عیاض مالکیؒ نے شفای میں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت مجمع علیہ سنت ہے بلکہ بعض علماء مالکیہ نے توجیہ فرمادیا جیسا کہ قسطلانيؒ نے مواہب میں ابو عمر ان فارسیؒ کا قول نقل کیا۔ مغفی جو فتح حنبلہ کی بہت معتبر کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت مستحب ہے اس لئے کہ حضرت ابن عمرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی اس نے گویا زندگی میں

زیارت مدد پینہ

از: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ملاعلیٰ قاریؒ نے جو مشہور عالم فقیہ محدث حنفی ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ چند حضرات کے علاوہ جن کا خلاف کچھ معتبر نہیں بالاتفاق تمام مسلمانوں کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اہم ترین نیکیوں میں ہے اور افضل ترین عبادات میں ہے اور اعلیٰ درجات تک پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور پُر امید و سیلہ ہے اس کا درجہ واجبات کے قریب ہے، بلکہ بعض علماء نے واجب کہا ہے اس شخص کے لئے جس میں وہاں حاضری کی وسعت ہو، اس کا چھوٹا نا بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے اور بعض مالکیہ نے کہا ہے کہ وہاں قیام کے ارادہ سے چلنا مکہ مکرمہ میں قیام کے ارادہ سے چلنے سے افضل ہے یعنی حج کی وجہ سے چلنا تو دوسری بات ہے اس کے علاوہ مدینہ پاک کی طرف چلنا افضل ہے فقط۔

درختار میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت مندوب ہے، بلکہ بعض علماء نے اس شخص کے حق میں جس میں وسعت ہو واجب کہا ہے۔

علامہ شامیؒ کہتے ہیں کہ خیر ملی شافعیؒ نے ابن حجرؓ سے اس قول کو نقل کیا اور اس کی تائید کی۔ یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کما یحب ربنا و یرضی و بعدد ما یحب و یرضی کے جتنے احسانات امت پر ہیں اور جو توقعات مرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہیں ان کے لحاظ سے وسعت اور طاقت کے بعد بھی حاضری نہ

ملفوظات فقیہ الامت

حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی علیہ الرحمہ

ترتیب: محمد رحمت اللہ

بدنظری کا علاج

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ناصر مولوں پر نظر پڑنے سے نہیں بچا جاتا اس کے لئے دعا فرمادیں۔ ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ نے ہر آنکھ پر دو کواڑ لگا رکھے ہیں جب غلط جگہ پر نظر پڑے فوراً ان کو بند کر لیا کرو یا دوسرا طرف منہ پھیر لیا کرو اچانک بلا ارادہ نظر پڑگئی تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ ہاں اس نظر کو باقی رکھے گایا بالاختیار نظر ڈالے گا تو گناہ ہوگا۔ اس لئے کہ معصیت وہ چیز ہے جو اختیار سے ہو۔

گناہ سے دنیوی نقصان بھی ہوتا ہے

ایک ڈاڑھی منڈے شخص نے دعا کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ کاروبار کی ترقی کے لئے دعا فرمادیں۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ آپ تو کاروبار کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص دن بھر محنت مشقت برداشت کر کے کچھ کمائے اور جو آمد نی ہو اس کو دریا میں، آگ میں پھینک دے تو اس کو کاروبار کرنا نہیں کہتے آپ کے چہرہ پر حق تعالیٰ نے ڈاڑھی کے بال اگائے، آپ نے ان کو کاٹ کر پھینک دیا یہ کوئی کاروبار ہے، ڈاڑھی رکھئے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ہے۔

میری زیارت کی اور ایک حدیث میں ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گی اور امام احمدؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر سلام کرے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں اور شرح کبیر میں جو مذہب حنابلہ کی اہم کتاب ہے لکھا ہے کہ جب حج سے فارغ ہو جائے تو مستحب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھیوں کی قبر کی زیارت کرے اس کے بعد وہی احادیث ذکر کیں جو مغز میں گذریں۔

دلیل الطالب جو فتح حنبلی کا مشہور متن ہے اس میں حج کے احکام لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کی قبر کی زیارت مسنون ہے اس کے شارح نیل المآرب میں لکھتے ہیں کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی مستحب ہے اس لئے کہ حاجی حج کے بعد بغیر سفر کے ان کی زیارت کیسے کر سکتا ہے۔ اسی طرح روض المراع فتح حنبلی میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھیوں کی قبروں کی زیارت مستحب ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جس نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسا کہ میری زندگی میں میری زیارت کی۔ ان سب سے معلوم ہوا کہ ائمہ اربعہ کا متفقہ مسئلہ ہے اسی لئے بعض علماء نے اس کو اجماعی مسئلہ بتایا جیسا کہ شروع میں گزرا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی متعدد روایات میں اس کی ترغیب وارد ہوئی ہے۔

الیاس صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی خدمت میں خط لکھا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ چند روز حضرت کی خدمت میں رہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم کو مجھ سے کچھ حاصل کرنے کے لئے یہاں آنے کی ضرورت نہیں دور نزدیک سب برابر ہے جو فائدہ یہاں آکر ہو سکتا ہے وہی فائدہ وہاں بیٹھے بیٹھے ہوگا۔ اسی طرح مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ مدرسہ مظاہر علوم کے بالائی کمرے میں تجدید کے وقت ذکر میں مشغول تھے، ایک دم ان کی طبیعت میں تقاضہ پیدا ہوا کہ یونچ چلوں، یونچ آکر دیکھا کہ حضرت سہار نپوریؒ کھڑے ہیں۔ مولانا کو دیکھ کر فرمایا کہ اندر سے چار پانی لا کر یہاں ڈال دو۔ انہوں نے چار پانی ڈال دی، حضرت لیٹ گئے۔ یہ جا کر پھر ذکر میں مشغول ہو گئے، وہ تقاضہ تھا ختم ہو گیا۔

اصلاح بغیر سختی کے ہو سکتی ہے

عرض: اصلاح بغیر سختی کے ہو سکتی ہے یا نہیں؟

ارشاد: ہر ایک کی اصلاح بغیر سختی کے ہو جائے ایسا بھی نہیں، اور ہر ایک کی اصلاح سختی سے ہو جائے ایسا بھی نہیں بلکہ کسی کے لئے نرمی اور کسی کے لئے سختی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ طرق الوصول الی اللہ بعد انفاس الخلاائق۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے اتنے ہیں جتنے مخلوق کے سانس ہیں۔ صرف ایک دونہیں۔ باقی یہ ذوقی چیز ہے۔ حضرت تھانویؒ کا ذوق یہ تھا کہ بغیر سختی کے اصلاح نہیں ہوتی۔ چنانچہ اس کے شواہدان کو ملتے چلے گئے۔ دوسروں کا ذوق اس سے مختلف ہے۔

فائدہ: ایک مشت تک ڈاڑھی رکھنا واجب ہے ایک مشت سے کم کٹانا یا منڈانا حرام ہے البتہ ایک مشت سے زائد کو تردید نہیں مسمیٰ ہے۔ کذافی الدراجات علی ہاش الشانی ج ۵ ص ۲۶۱ علم کو عمل کی تلاش

ارشاد فرمایا: علم عمل کو تلاش کرتا ہے، عمل نہ ہونے پر رخصت ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی آدمی اونٹ پر سوار کسی مکان کے دروازہ پر اس کے مالک کو آواز دیتا ہے اس کے جواب نہ دینے پر چلا جاتا ہے۔ پھر فرمایا: علم ایک نور ہے اور جہالت ظلمت ہے اسی واسطے جب کوئی چیز سمجھ میں آ جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ مجھے روشنی مل گئی، اندھیرے سے روشنی میں آ گیا۔

کتنے کا تقویٰ

ارشاد فرمایا: کتنا ایک ٹانگ اٹھا کر ایسے طریق سے پیشاب کرتا ہے کہ اس کی ٹانگ اور جسم کا کوئی حصہ ملوث نہ ہو یہ اس کا تقویٰ ہے یعنی احتیاط ہے۔

مرید کو شیخ کے ساتھ غائبانہ ربط عرض: مرید کو شیخ کے ساتھ غائبانہ ربط کیسے رہتا ہے؟ قلبی طور پر استفادہ جاری رکھنے کے لئے کیا کرنا ہوگا؟

ارشاد: یہ الفاظ کی باتیں نہیں باقی اتنا سمجھ لو کہ آدمی جب کسی شیخ کو اپنا مقتدا مان لیتا ہے ان کے اقوال و اعمال کا اتباع کرتا ہے ہر چیز میں اس کی کوشش کرتا ہے کہ ان کے طریقے کو اختیار کرے تو اس سے آہستہ آہستہ ربط پیدا ہو جاتا ہے جیسے مولانا

مقدار مہر فاطمی:-

(۱) ایک کلو پانچ سو تین گرام، نوسوٹی گرام چاندی
احتیاطاً (۱) ایک کلو پانچ سو کنیس گرام
قیمت در سرینگر، ۹ ربیعان المظہم مطابق ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۱۹ء
کل رقم Rs: 68,895.00 اڑسٹھ ہزار آٹھ سو پانوے روپے
مقدار صدقہ فطر:-

عہد نبوی ﷺ کے پیانوں کے مطابق نصف صاع گیہوں یا گیہوں کا آٹا موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۱) ایک کلو پانچ سو چوتھا گرام چھ سو چالیس ملی گرام۔ احتیاطاً (۱) ایک کلو سات سو پانچ گرام گندم یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت۔
قیمت در سرینگر، ۱۱ ربیعان المظہم مطابق ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۷ مئی ۲۰۱۹ء یہاں گیہوں کے آٹے کی قیمت فی کلو 28 روپے ہے اسی وزن کے حساب سے 44 روپے بنتے ہیں اور احتیاطی وزن پونے دو کلو کے حساب سے 49 روپے بنتے ہیں۔ آشر وادی اسی وزن (۱۵۷۶۲۰) کے حساب سے 60 روپے اور احتیاطی وزن پونے دو کلو کے حساب سے 66.50 بنتے ہیں۔ کھجور 3150 گرام کے حساب سے 630 روپے بنتے ہیں۔ کشمش 3150 گرام کے حساب سے 945 روپے بنتے ہیں۔

قسم کا کفارہ:-

اگر قسم کھا کر توڑ دے تو شریعت نے دس مسکینوں کو کھانا کھلانے یا ان کو کپڑا دینے کا حکم دیا ہے۔ دس مسکینوں میں سے ہر ایک کو نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا اگر دیدا جائے تو قسم کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

رائج اوزان کے مطابق نصف صاع (۱) ایک کلو پانچ سو چوتھا گرام چھ سو چالیس ملی گرام بنتے ہیں یا احتیاطاً اور وزن و حساب کی سہولت کے لیے (۱) ایک کلو سات سو پانچ گرام رکھا گیا ہے۔ اس طرح سے دس نصف صاع کی مقدار سترہ کلو پانچ گرام ہوتی ہے۔
قیمت در بانڈی پورہ، ۹ ربیعان المظہم مطابق ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۱۹ء گیہوں کے آٹے کا عمومی بازار میں ریٹ فی کلو 28.00 ہے۔ اس طرح مقدار کفارہ Rs. 490.00 بنتی ہے۔

ضروری معلومات

از مفتی ابی زائد بیٹہ رحیمی خادم دار الافتاء والرشاد دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ دور حاضر میں جہاں ایک طرف بہت ہی حد تک شریعت اور احکام شریعت سے دوری اور غفلت بڑھتی جا رہی ہے وہیں پر ایک امید افزائی تحقیقت یہ بھی ہے کہ بعض خوش نصیب حضرات کو دین پر چلنے کا اتنا شوق و ذوق ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں اتباع سنت سے ہٹا پسند نہیں کرتے۔ الہذا ان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ حقیقت اور تخلص صورت انہیں معلوم ہو۔ اسی ضرورت کے پیش نظر ادارہ النور مناسب سمجھتا ہے کہ ہر ماہ نصاب زکوٰۃ، مقدار اقل مہر فاطمی کی موجودہ ریٹ کے مطابق وضاحت کر دی جایا کرے۔ تاکہ زکاٰح میں مہر فاطمی کی مقدار اور صاحب نصاب وغیر صاحب نصاب کی تعین میں سہولت ہو سکے۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ جس ریٹ سے ہم نے حساب لگایا ہواں کی صراحت بھی کر دیں۔ تاکہ اگر کہیں ریٹ میں فرق پایا جائے تو آسانی سے اس کی بھی رعایت رکھی جاسکے۔ عمل و شوارہ ہو۔

زکوٰۃ کا مقدار نصاب

چاندی:- عہد نبوی ﷺ کے رائج پیانوں کے مطابق دوسو (۲۰۰) درہم بعد کے رائج پیانوں کے مطابق ساڑھے باون تولہ چاندی۔
موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۱۱۲۳۶۰) چھ سو بارہ گرام تین سو ساٹھ ملی گرام

قیمت در سرینگر، ۹ ربیعان المظہم مطابق ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۱۹ء
کل رقم Rs: 27,560.00 ستائیس ہزار پانچ سو سٹھ روپے

سونا:- عہد نبوی ﷺ کے پیانوں کے مطابق میں مشتمل
بعد کے رائج پیانوں کے مطابق ساڑھے سات تولہ
موجودہ رائج اوزان کے مطابق (۸۷۸۰) ستاسی گرام چار سو اسی ملی گرام

قیمت در سرینگر، ۹ ربیعان المظہم مطابق ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۱۹ء
کل رقم Rs 2,62,485.00 دولا کھیس ہزار چار سو پانچ سی روپے

کس قدر محنت اور ترقی ہوئی ہے۔ کون ہی چیز قابل اصلاح ہے جس کی تلافی آئندہ ہو سکے نیز طلبہ عزیز میں مزید جذب و شوق پیدا ہونے کا یہ اہم ذریعہ ہے۔

چنانچہ اس سال لجنة القراء انجمن کا سالانہ پروگرام ۱۵ شعبان المعلم ۱۴۴۰ھ بروز انوار حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم رحیمیہ کی صدارت میں ظہرتا عصر منعقد ہوا۔ جس میں قراء عظام نے مختلف لمحوں میں ترتیل، تدویر اور حدرۃ القرآن پاک کی تلاوت سے سامعین کو محظوظ فرمایا۔ اس مجلس میں جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈا بھیل سے فارغ شدہ دو حضرات مولانا عطاء اللہ صاحب اور قاری حسیب اللہ صاحب مہمان خصوصی قرار پائے۔ قاری حسیب اللہ صاحب حال ہی میں جامعہ اسلامیہ ڈا بھیل سے سبعة عشرہ کفن سے فیضیاب ہو کر آئے اور مشہور قاری مقری حضرت مولانا قاری احمد اللہ صاحب سے دوسال تک شرف تلمذ حاصل کیا۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ مختلف قراتوں میں تلاوت سے طلبہ عزیز کو مسرور کیا بلکہ تجوید اور قرات کے فن سے متعلق دونوں چیزوں کا فرق اور دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر اب تک اس فن کے تسلسل پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ دارالعلوم رحیمیہ میں زیر تعلیم طلبہ نے شعبہ تجوید و قرات میں سال بھر کی محنت کا خلاصہ پیش کیا جس پر جلسہ میں موجود اساتذہ کرام نے جملہ شرکاء کی محنت کو سراہا۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو جاری رکھے اور قرآن پاک کے تجوید و قرات کے فن کو ریاست جمou کشمیر میں مزید ترقی ملنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

اخبار دارالعلوم

مفتی شوکت علی صاحب

استاذ دارالعلوم رحیمیہ

مادر علمی دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ میں طلباء کی تقریری و تحریری مشق کے لئے شعبہ عربی کی اردو و عربی انجمن ”بزم محمود“ اور ”الندوة الادبية“، اور شعبہ حفظ و ناظرہ کی انجمن ”محفل ابرار“ ابتداء سے ہی چلی آ رہی ہیں چند سال قبل مشہور قاری مقری حضرت مولانا قاری احمد اللہ صاحب صدر القراء جامعہ اسلامیہ ڈا بھیل تشریف لائے تو اس موقعہ پر قراء عظام کے لئے خصوصی طور پر ایک انجمن ”لجنة القراء“ کے نام سے بھی قائم کی گئی ہے۔ یوں تو یہ حضرات قراء بزم محمود، اللندة الادبية اور محفل ابرار میں بھی ذوق و شوق سے شریک ہو کر ترتیل، تدویر اور حدرۃ تلاوت کرتے ہیں لیکن قرآن کریم کی تعظیم و تکریم، اس کی خصوصیت و فضیلت اور فن تجوید و قرات میں ترقی کے لئے ”لجنة القراء“ کے نام سے انجمن کا قیام خوش آئندہ اور قابل قدر ہے۔ سال میں ایک مرتبہ ان انجمنوں میں سے ہر ایک کامیونی جلسہ مستقل منعقد ہوتا ہے۔ جس میں قاری مقری حضرات قرآن پاک کے ساتھ اپنے خصوصی تعلق اور شغف کے پیش نظر اپنی محنت اور کوشش کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ ان پروگراموں کا جہاں ایک مقصد طلبہ کی حوصلہ افزائی ہوتا ہے وہیں یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ ادارے کے ذمہ دار حضرات سال بھر کی محنت کا اندازہ لگا سکیں کہ

از: مولانا فاضل احمد صاحب قاسمی

استاذ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

۱۔ مولانا مفتی سید محمد ایوب صاحب کی چھ سالہ صاحبزادی کافی طویل علاالت کے بعد رمضان المبارک میں اللہ پاک کو پیاری ہوئی۔ انا لله وانا الیه راجعون۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو مفتی صاحب کے لئے خصوصاً اور سبھی کے لئے عموماً فرط اور ذریعہ اجر بنائے۔ آمین۔ ناظم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ چونکہ ماہ مبارک مکمل مسجد شریف میں ہی قیام پذیر ہتے ہیں اس لئے ان کی جانب سے ان کی ہدایت پر راقم السطور اور جناب نصر اللہ شاہ صاحب تعزیت کے لئے مفتی صاحب کی خدمت میں ان کے وطن پورہ شوپیان حاضر ہوئے اور تعزیت مسنونہ ادا کی۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب اور لواحقین کو صبر جیل عطا فرمائے۔

۲۔ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ میں عربی شعبہ میں استاذ مولانا معراج الدین بٹ صاحب ولابی کے والد جناب عبدالاحمد بٹ صاحب کا علاالت کے بعد سرینگر ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ انا لله وانا الیه راجعون۔ ناظم دارالعلوم رحیمیہ کے علاوہ مدرسہ کے کئی اساتذہ نے جنازہ میں شرکت فرمائی۔ مرحوم اس اعتبار سے خوش قسمت تھے کہ جماعت المبارک کوروں پرواز ہوئی جس پر حدیث پاک میں قبر میں سوال وجواب سے معافی کی خوشخبری ہے۔ جمعی کی نماز کے بعد نماز جنازہ میں شرکت کے لئے بانڈی پورہ سے ناظم دارالعلوم رحیمیہ لولاب کے لئے روانہ ہوئے۔ دوڑھائی گھنٹہ کا سفر نہایت تیزی سے طے کرتے ہوئے موضع آفیں لولاب میں واقع مدرسہ کے صحن میں بعد نماز عصر جنازہ کی نماز پڑھائی جس میں کافی تعداد میں لوگ شریک تھے اور اس موقع پر موجود مجمع کو منصر نصائح سے بھی نوازا۔

دارالعلوم رحیمیہ میں مرحومین کے لئے ایصال ثواب کیا گیا۔

قارئین کرام سے بھی دعائے مغفرت کرنے کی استدعا ہے۔

مرحوم مولانا سید عبدالرشید صاحب پچھاری

جو ارجمند میں

از: محمد رحمت اللہ

سرینگر الجمود فلاجی ادارہ میں فخر کی نماز سے فارغ ہو کر مختصر مجلس ذکر اس لئے جلدی ختم کی کہ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کے لئے سویرے روائی ہو سکے۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ پلوامہ حادثہ کے بعد حفاظتی تدبیر کے عنوان پر ہفتہ میں دو دن یعنی بدھوار اور اتوار کو بڑی شاہراہ (نیشنل ہائی وے) پر عوامی گاڑیوں کے چلنے میں کافی دشواریاں ہوتی ہیں۔ کہیں پر بھی اچانک غیر معینہ مدت کے لئے رکنا پڑتا ہے جس کی بناء پر بسا اوقات گھنٹوں ضائع ہوتے ہیں اور کسی بھی پروگرام اور وعدے کو متعینہ وقت میں بھانا مشکل ہوتا ہے اور ہم کئی دنوں چونکہ والدہ علاالت طبع کی بناء پر ہسپتال میں داخل تھی اور کچھ مختصر جلسوں کے پروگرام بھی تھے اس لئے کئی دن مدرسہ سے باہر رہے لہذا جلدی سے مدرسہ پہنچنے کی خواہش بھی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ سرینگر سے بانڈی پورہ صرف ایک گھنٹے کے اندر رسانی ہوئی اور دفتر کے امور کی انجام دہی میں مشغول ہوا۔ چونکہ کئی روز بعد مدرسہ آنا ہوا تھا اس لئے ان ایام میں دفتر میں آئے ہوئے تقاضوں کی روشنی میں بعض مدارس کے وفد، بعض علاقوں کے ذمہ داروں اور ملاقوں کے بعض خواہشمند حضرات کو ظہر کے آس پاس تک کا وقت دے دیا۔ لیکن مشیت خداوندی کچھ اور ہی تھی ایک گھنٹہ سے کچھ زائد

نے کہا کہ اگر تم مولوی کی ڈگری حاصل کرو گے تو تم کو پرموشن (ترقی) ملے گی۔ تم سپاہی سے آگے بڑھ کر افسر بنو گے، تنواہ میں بھی اضافہ ہو گا اور عہدہ بھی ملے گا۔ اس کے سمجھانے بجھانے سے میں نے اس کی ہدایت پر چھٹی لینے کا رادہ کیا لیکن معلوم نہیں تھا کہ مولوی کہاں بنتے ہیں، کس طرح بنتے ہیں۔ میں نے وہاں کے مقامی علماء اور اماموں سے اس سلسلے میں معلومات حاصل کیں۔ انہوں نے بتایا کہ دیوبند بہت بڑا ادارہ ہے جہاں مولوی تیار ہوتے ہیں تم وہاں جا کر مولوی بن سکتے ہو۔ میں نے چھٹی منظور کرائی اور ایڈوانس کچھ پیسہ ساتھ لیکر دیوبند کا رُخ کیا۔ دیوبند کی کہانی بھی وہ خود سناتے تھے۔ کہتے تھے میں فوجی وردی میں دارالعلوم دیوبند کے گیٹ پر پہنچا، وہاں ایک موٹا تازہ پڑھان جیسا دربان تھا اس نے مجھے گیٹ پر روکا۔ ڈنڈا اس کے ہاتھ میں تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہاں جانا ہے؟ میں نے اس سے کہا کہ میں یہاں کے سب سے بڑے مولوی سے ملا چاہتا ہوں۔ اس نے میری وردی کو دیکھ کر تجуб سے کہا کہ تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ میں نے اس کو اپنے فوجی انداز میں ڈانٹ کر کہا۔ تمہیں اس سے کیا مطلب ہے؟ مجھے تم وہاں پہنچا دو۔ وہ سمجھے اس کو کچھ مسئلہ وغیرہ پوچھنا ہو گا اس لئے وہ دربان مجھے دارالافتاء میں لے گیا۔ دارالافتاء میں اس وقت مفتی اعظم حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرماتھے۔ کہا میں فوجی جوتا پہنے ہوئے تھا۔ یہ جوتا کھولنا المبا وقت چاہتا ہے میں نے جوتا کھولے بغیر دروازے سے تھوڑا اندر سر داخل کر کے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیکر نہایت سنجیدگی اور شفقت سے

وقت دفتر میں کام کرتے ہی فون پر اطلاع موصول ہوئی کہ دارالعلوم حفاظیہ پچھار پوامہ کے مہتمم، رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کی مجلس عاملہ کے ضلع پوامہ سے منتخب رکن، ہمارے دیرینہ رفیق مولانا سید عبد الرشید صاحب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

مولانا سید عبد الرشید صاحب پوامہ ضلع میں واقع گاؤں پچھار کے باشندے تھے (یہ سنتی تقریب اساری ہی سادات کے گھرانوں پر مشتمل ہے۔) مرد جیہے تعلیم سرکاری سکولوں میں حاصل کر کے حسب رواج سرکاری ملازمت تلاش کی۔ اپنے والد صاحب کے توسط سے جموں کشمیر کی مقامی فوج جس کوئی زمانے میں جموں کشمیر ملیشیا کہا جاتا تھا بعد میں ہندوستان کی فوج کا حصہ بننے کے بعد جے کے ایل آئی (جموں کشمیر لائٹ انفرٹری بر گیڈ) کے نام سے موسم ہوئی میں بھرتی ہوئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو موصوف سے کوئی اور ہی کام لینا منظور تھا اور اس کی شکل کیا بنی مولانا عبد الرشید صاحب خود سنایا کرتے تھے:

وہ کہتے تھے کہ ہم آسام میں ڈیوٹی پر تھے، میرا افسر بارہمولہ کا ایک سردار سکھ تھا اس کو مجھ سے اچھا تعلق تھا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ تم پیرزادہ ہو اور سید ہو، میرا مشورہ ہے کہ تم مولوی بن جاؤ اور اس کے لئے تم کہیں پڑھنے چلے جاؤ۔ میں تمہاری چھٹی بھی منظور کراؤں گا اور خرچ کے لئے پیشگی کچھ رقم بھی۔ میں نے اس کی بات کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ لیکن وہ مجھے بار بار تیار کرتا رہا، تاکید کرتا رہا۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا کہ تم ایسا کیوں چاہتے ہو؟ اس

لئے بھیجا ہے۔ دو مہینے کی چھٹی میرے پاس ہے ان دو مہینوں میں مجھے مولوی بننا ہے اور انہوں نے مجھے دیوبند بھیج دیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے بہت پیار شفقت سے یہ تفصیل سنی جواب میں فرمایا کہ یہاں مسائل اور فتوے تباۓ جاتے ہیں۔ اس کے لئے یہاں ایک الگ دفتر ہے اس کو دفتر اہتمام کہتے ہیں اور وہاں پر موجود دفتر کے ملازم سے فرمایا کہ یہ کشمیری ہے آپ ان کو کشمیری کے پاس لے جائیں اور خود انہوں نے دفتر میں لگے انٹر کام (فون سے) حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے بڑے فرزند حضرت مولانا سید محمد ازہر شاہ قیصر کو جو اس وقت رسالہ دارالعلوم کے ایڈیٹر تھے، اور اپنے دفتر رسالہ دارالعلوم میں بیٹھے ہوئے تھے بتایا کہ ایک مہمان کشمیری آئے ہیں ان کے داخلہ کا مسئلہ ہے ان کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ چپر اسی کے ساتھ میں حضرت مولانا ازہر شاہ صاحب کے پاس آیا، اب میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ یہاں کمرے میں جانے کے لئے جوتا اتارنا پڑتا ہے۔ میں نے جوتا اتارا اور مولانا ازہر شاہ صاحب کے پاس بیٹھ گیا۔ مولانا ازہر شاہ صاحب نے میرے ساتھ بہت ہی شفقت کا معاملہ کیا حالات معلوم کئے۔ اس کے بعد انہوں نے دفتر اہتمام کو فون کرایا اور پرچہ دیکر حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت مہتمم صاحب اس وقت دفتر اہتمام میں حضرت مہتمم صاحب کے مکان پر ہیں۔ چپر اسی میرے ساتھ دیدیا گیا اور میں حضرت مہتمم صاحب کے مکان پر پہنچا۔ وہاں دروازہ کھلتکھٹایا، کرسیاں بچھی ہوئیں تھیں۔ حضرت مہتمم صاحب باہر

فرمایا: تشریف لائیے۔ چاروں طرف کچھ علماء لکھنے پڑھنے میں مشغول تھے۔ یہ دراصل دارالافتاء میں بیٹھے مفتیان کرام اور وہاں پڑھنے والے طلباء تھے جب انہوں نے مجھے اندر آنے کو کہا چونکہ میرا جوتا فوجی جوتا تھا وہ ٹخنوں سے اوپر پنڈلی تک ہوتا ہے اور اس میں فیتے بندھے ہوئے تھے میں اس کو کھوں نہیں سکا۔ میں خود اندر بیٹھ گیا اور رٹانگیں دروازے کی طرف جوتا پہنے ہوئے پھیلا دیں۔ انہوں نے کہا: نہیں اندر تشریف لائیے۔ بہت احترام سے بلا یا تو میں نے جوتا اتارا۔ ان کے سامنے بیٹھا انہوں نے بہت اکرام اور اخلاق کے ساتھ بھٹھایا۔ اس کے بعد کسی طالب علم سے کہا پانی لاو۔ اس نے پانی کا ایک گلاس میرے سامنے رکھ دیا۔ میں فوجی ماحول کا تھا، میری طبیعت چاہ رہی تھی میں سکریٹ پیوں۔ میں نے جیب میں سے سکریٹ کی ڈبیان کالی لیکن مشکل یہ ہوئی کہ میرے پاس ماچس نہیں تھی۔ سکریٹ ہاتھ میں لے کر میں نے حضرت مفتی صاحب سے کہا ماچس دیدو۔ مفتی صاحب نے کہا کہ ماچس تو میرے پاس نہیں ہے البتہ ایک چپر اسی کو جو وہاں پر موجود تھا کہا کہ ماچس لے آؤ۔ وہ ماچس لے کر آیا اور میں نے حضرت کے سامنے دارالافتاء میں سکریٹ سلاگئی اور سکریٹ پینے لگا۔ مجھے احساس نہیں تھا کہ میں کس جگہ پر بیٹھا ہوں، وہاں جو دوسرے علماء و طلباء تھے وہ مجھے گھور رہے تھے کہ یہ کون سی مخلوق آگئی۔ آخر کار جب میں سکریٹ سے فارغ ہوا حضرت مفتی صاحب نے پوچھا: بتائیے کیا حکم ہے؟ میں نے ان سے کہا: میں کشمیری ہوں، پیر زادہ سیدزادہ ہوں، فوج میں ملازم ہوں اور مجھے میرے افسر نے مولوی بننے کے

کے دارالعلوم میں زیر تعلیم بعض کشمیری طلباء کو اطلاع کر دی جائے تاکہ وہ ان کی خبر گیری کریں۔ مولوی عبدالرشید صاحب اکثر فرماتے تھے کہ مہمان خانے میں قیام کے دوران جو سب سے پہلا کشمیری طالب علم مجھے ملا، وہ آپ تھے اور وہ نہ کریں بھی کہتے تھے کہ آپ نے مجھے سب سے پہلے یہ نصیحت کی کہ آپ جب یہاں وضو کریں تو استخجاع حوض پر بیٹھ کر نہ کرنا جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ بہرحال چند ماہ میں تجویز کی گئی ساری کتابیں پڑھ لیں وہ زمانہ قیام دیوبند میں بڑے اساتذہ کرام کے درس میں کئی کئی اسماق میں شرکت کرتے۔ کوئی وقت خالی نہیں جانے دیتے۔ حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری، شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب وغیرہ حضرات کے درس میں پابندی سے سماعت کرتے۔ اس دوران جو پیسہ وہ ساتھ لائے تھے وہ ختم ہو گیا۔

مولانا کی طبیعت میں بہت استغنا تھا۔ ایک واقعہ وہ خود سنایا کرتے تھے کہ رمضان المبارک میں جب سارے طلباء چھٹی پر واپس اپنے وطن کشمیر آئے وہ دارالعلوم سے باہر شہر میں ظہیر منزل کی عمارت میں رہتے تھے، پسے ختم ہو گئے۔ اب مانگیں تو کس سے مانگیں، کھانا خود پکانا ہوتا تھا اس کا شاک ختم ہو گیا۔ کئی دن جب رمضان میں کھانے کے بغیر گزرے اور چکر آنے لگے ادھر سے روزہ اور گرمی کا موسم۔ کہنے لگے ایک دن میں نے سوچا اب میں کیا کروں۔ جان پہچان کے سب طلباء گھروں کو چلے گئے اور یہاں کوئی جانے والا نہیں ہے۔ دائیں بائیں کے کمروں میں ملیشیائی طالب علم رہتے تھے ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ آخر

تشریف لائے، انہوں نے کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور سلام کلام کے بعد میں نے پھر وہاں سگریٹ نکالی اور حضرت سے ماچس طلب کی۔ حضرت مہتمم صاحب اندر تشریف لے گئے اور واپس آ کر بیٹھ گئے شاید گھر میں وہ چائے اور ماچس کے لئے کہہ کر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت خطیب الاسلام مولانا محمد سالم صاحب علیہ الرحمہ تشریف لائے، ان کے ایک ہاتھ میں چھوٹی پلیٹ میں ماچس تھی اور دوسرے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا وہ تشریف فرم� ہوئے۔ میں نے سگریٹ لی اور پانی پیا۔ حضرت مہتمم صاحب نے احوال پوچھے۔ میں نے تفصیل عرض کی۔ حضرت حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب ایک طرف سے بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی علیہ الرحمہ کے پوتے تھے اور دوسری جانب سے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمہ کے خصوصی تلامذہ میں سے تھے۔ حضرت مہتمم صاحب نے پوری صورت حال سنی۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہاں عالم بننے کا کورس آٹھ سال کا ہے اور آپ کے پاس صرف دو مہینے کا وقت ہے اس لئے باضابطہ آپ کا داخلہ تو نہیں کر سکتے البتہ آپ کی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا اور انہوں نے تمام انتظامات کرادئے۔ انہوں نے دو مہینوں کے عرصہ کے لئے میرے لئے کئی استاد متعین کردئے۔ میرا قیام طعام ابتداء مہمان خانے میں رہا۔ میں نے درخواست دی کہ میرے پاس خرچ ہے میں اپنا ہی قیام و طعام کا انتظام کرنا چاہتا ہوں۔ بہرحال کرایہ کے کمرے کا انتظام بھی کیا گیا اور کھانا اپنا بھی میں اپنے پاس سے کرنے لگا۔ حضرت مہتمم صاحب نے دفتر کو ہدایت دی

پہنچو ہاں ان کو یہ پتہ چلا کہ دیوبند چونکہ سرکار کے یہاں منظور شدہ نہیں ہے اس لئے اس سند سے نوکری کا کام نہیں چل سکتا چنانچہ ان کو دوبارہ سرکاری نظام کے تحت الہ آباد بورڈ کا امتحان پاس کرنے کے لئے الہ آباد جانا پڑا۔ کہتے تھے کہ چونکہ میں کتابیں پڑھ ہی چکا تھا مجھے زیادہ تیاری نہیں کرنی پڑی امتحان کے دنوں میں گیا۔ فارم بھر امتحان میں شریک ہوا ہاں سے مجھے الہ آباد سرکاری بورڈ سے عالمیت کی ڈگری ملی اس کے ذریعہ سے فوج میں مجھے ترقی ملی اور میرے ذمہ لوگوں کی امامت کردی گئی۔ چنانچہ پھر وہ فوج میں نماز پڑھاتے تھے۔

کافی عرصہ گذر اب ان سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ کئی سال بعد ایک روز سرینگر میں ان سے ملاقات رمضان المبارک میں ہوئی اس وقت وہ سرینگر میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں ڈیوٹی پر تھے میں ان دنوں تراویح (آر۔ سی۔سی) یعنی ریجنل انجینئرنگ کالج میں سنا تا تھا وہ مجھے اپنے یونٹ میں لے گئے۔ چونکہ وہ افسر ہو گئے تھے میں نے دیکھا ہر سنتری ان کو سلوٹ دیتا تھا۔ عام حالات میں موصوف وردی کے بجائے پاجامے اور ٹوپی میں رہتے تھے۔ داڑھی مطابق سنت تھی۔ اتوار کا دن تھا میں نے دیکھا ہاں پر متعین ایک ہاں میں جو فوج کی طرف سے نماز وغیرہ کے لئے متعین تھا، میں مسلمان بھی آئے، ہندو اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی آئے۔ مولانا نے ان کو لیکچر دیا جس میں دینی باتیں ان کو سنا میں۔ تھوڑی دیر میں یہ مجلس ختم ہوئی۔ اس کے بعد وہ مجھے اپنے

ایک دن میں نے سوچا کہ میں مر جاؤں گا لہذا مجھے کوئی حل نکالنا چاہیے۔ بہت سوچ بچار کے بعد میں نے ایک درخواست لکھی۔ اس کا مضمون یہ تھا۔ بخدمت جناب حضرت اللہ تعالیٰ اور اس کے بعد لکھا السلام علیکم ورحمة اللہ۔ میں سید عبد الرشید کشمیری فقیر ہوں اور میرے پاس کھانے کو ختم ہو گیا ہے یہاں کوئی جانتا پہچانتا ہے نہیں۔ میں کسی سے ادھار لینا بھی نہیں چاہتا اور ادھر سے میں مرنے کے قریب ہوں لہذا اے اللہ تعالیٰ مجھے اپنی طرف سے انتظام فرماد تھے۔ نیچے میں نے لکھا سید عبد الرشید۔ اب میں نے سوچا یہ درخواست کس کو دوں؟ کہاں رکھوں؟ تو میں نے کمرے میں جو کیل کھوئی گئی ہوئی تھی اس پر میں نے درخواست کو لٹکا دیا۔ انہوں نے کہا اس روز تراویح سے فارغ ہو کر سویا تو میں بے ہوش ہو چکا تھا سحری کا بھی مجھے پتہ نہیں چلا۔ صبح کو تقریباً دس گیارہ بجے کا وقت تھا میں بے ہوش پڑا تھا تو اس احاطے کے طباء میرا دروازہ زور زور سے کھکھا رہے تھے دروازہ ٹوٹنے کے قریب تھا، جب میں بیدار ہوا میں نے دروازہ کھولا، تو دیکھا کہ ڈاکیہ ڈیڑھ سوروپے کامنی آڑر لے کر آیا ہے وہ مجھے میرے والد صاحب نے بھیجا ہے ڈاکیہ مجھے تلاش کرتے کرتے یہاں پہنچا۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

اس مجاہدہ کے ساتھ مولوی عبد الرشید صاحب نے ابتدائی عربی کی کتابیں پڑھیں۔ صرف، نحو، فقہ، حدیث اور دیگر علوم میں کافی محنت کر کے استعداد حاصل کر لی۔ جامعہ دینیات اردو کا امتحان پاس کیا۔ جب وہ واپس اپنے یونٹ میں

سے ادا کرتے تھے بچوں کو پڑھانے کے لئے استاد متعین کیا اس کی تنخوا بھی اپنی جیب سے دیتے تھے جو اگرچہ ظاہر بوجھ تھا لیکن یہ ان کی خوش نصیبی تھی۔

مولانا عبدالرشید صاحب زیادہ بڑے عالم نہیں تھے لیکن اللہ نے ان سے اپنے علاقے میں دین کا کافی کام لیا۔ حفاظت تیار ہو گئے، بعض مزید تعلیم کے لئے بڑے اداروں میں گئے۔ کافی مکاتب قائم کئے اور پورے علاقے میں ان کے ذریعہ سے دینی سرگرمی شروع ہوئی، مختلف طبقات کے لوگ ان سے جڑے ان کو ساتھ لیکر وہ محنت کرتے تھے ہر قسم کے طبقے میں جاتے تھے اگرچہ ان کو کثرتی کیلیں سیلی پڑتی تھی مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک دفعہ وہ سرینگر کے سیاحتی مرکزی علاقہ ڈل گیٹ میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ کچھ طویل قیام کے لئے مقیم ہو گئے تو انہوں نے اپنے قلم سے اشتہار لکھا کہ اگر بستی میں کوئی قرآن کریم پڑھنا چاہے میں اس کو فی سبیل اللہ بغیر اجرت کے پڑھاؤں گا۔ اس کے نتیجے میں کئی نوجوانوں نے ان سے قرآن پاک پڑھنے کے لئے رابطہ کیا۔ ان میں سے بعض اس وقت وہاں مکاتب بھی چلا رہے ہیں اور دعوت کا کام بھی کرتے ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے معاملے میں ایک دفعہ مرزائیوں کی ایک بستی میں ان کو لوگوں نے منبر سے اتارا لیکن وہ اپنے حال پر ڈٹے رہے محنت کرتے رہے وہ بچوں کو علم دین حاصل کرنے کی طرف راغب کرتے مختلف مدرسوں میں ان کو داخل کراتے تھے، کیونکہ ابھی ان کا اپنا قائم کیا ہوا مدرسہ بالکل ابتدائی مرحلے میں تھا اس مختصر مدرسہ کے بارے میں

کمرے میں لے گئے اور اس نے مجھے کہا کہ میں نے اپنے یونٹ میں تمام مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ روزوں کے ساتھ ساتھ صدقہ فطر بھی نکالنا ہوتا ہے اور کچھ پیسہ لوگوں نے میرے پاس جمع کر دیا ہے وہ میں نے آپ کے مدرسے کے لئے رکھا ہے، شاید سود و سور و پر ہے ہونگے۔ اس کے بعد وہ مسلسل اپنے یونٹ سے مدرسے کے لئے کچھ نہ کچھ جمع کرتے تھے۔ کافی وقفہ ہوا ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ محرم کا مہینہ تھا ایک آدمی ہمارے دفتر میں آیا۔ اس نے کہا کہ میں فوجی ہوں باٹھی پورہ کے قریب رہتا ہوں۔ مجھے مولوی عبدالرشید صاحب نے بھیجا ہے۔ رمضان میں کچھ روپے صدقہ فطر کے جمع تھے۔ آج چھٹی پر آیا ہوں مولوی صاحب نے مدرسے میں جمع کر کے رسیدلانے کو کہا ہے۔ میں نے ان کے لئے پانی اور چائے کی ہدایت دیدی۔ وہ فوراً بولے چونکہ ہمارے امام صاحب نے روزے رکھنے کا آڈر جاری کیا ہے کیونکہ یہ محرم کے دن ہیں اس لئے ہماری پوری یونٹ روزے سے ہے۔ میں بھی روزے سے ہوں۔ اس لئے نہ ہی پانی منگائیے اور نہ ہی چائے کا انتظام کرائیے۔

جب ان کی عمر اس حد کو پہنچی کہ وہ خود اپنا اختیاری ریٹائرمنٹ لے سکتے تھے اس وقت انہوں نے ریٹائرمنٹ لے لیا اور جو پیسہ ان کو ملا تھا۔ اس میں سے کچھ اپنے گھروالوں کو خرچہ کے لئے دیا، باقی پیسہ مدرسہ قائم کرنے کے انتظام میں صرف کیا۔ ان تمام طلباء کا خرچہ جن کو انہوں نے ناظرہ میں داخل کیا تھا وہ اپنی جیب

اعلان داخلہ مع ضوابط

سال ۲۱۔ ۱۴۴۰ھ مطابق 20-2019ء

﴿۱﴾ دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ میں جدید داخلے مورخہ ۵ شوال المکرم ۱۴۴۰ھ مطابق ۹ جون 2019ء برداشت اور سے شروع ہوں گے۔ یہ داخلے ناظرہ و حفظ، تجوید و قرأت، درس نظامی اول عربی سے دورہ حدیث شریف اور تکمیلات یعنی تکمیل ادب، تکمیل علوم اور تکمیل فقہ یعنی افتاء تک جملہ درجات میں ہوں گے۔

﴿۲﴾ درجہ اول عربی کے لئے درجہ اعدادی (فارسی) سے کامیاب شدہ یا درجہ نہم یعنی مردوجہ آٹھویں پاس ہونے کے بعد استعداد ضروری ہے۔ عربی کے باقی درجات میں سابقہ پڑھی ہوئی جملہ کتابوں کا امتحان دینا ہوگا۔

﴿۳﴾ تجوید و قرأت (حفص اردو) میں داخلہ کیلئے امیدوار کا مکمل حافظ قرآن ہونا اور اردو لکھنے پڑھنے پر قادر ہونا شرط ہے۔

﴿۴﴾ تجوید و قرأت (سبعہ و عشرہ) میں داخلہ کیلئے درجہ عربی پنجم کی استعداد ضروری ہے۔

﴿۵﴾ ”خصوصی درجہ تکمیل حفظ“، وہ حفاظہ کرام جو کافی زمانہ گذر جانے کی وجہ سے یا مکمل یادنہ کرنے یا کسی اور وجہ سے قرآن کریم یا تو بھول چکے ہوں یا ان کی ادائیگی میں کمزوری ہے ان کیلئے یہ درجہ قائم کیا جا رہا ہے۔ یہ درجہ تکمیلات سے متعلق ہوگا۔

﴿۶﴾ کسی بھی شعبہ میں داخلے کے لئے سابقہ سکول کی ڈسچارج ٹھیکیٹ /

وہ سالہا سال مجاہدات سے گذرتے رہے لیکن وہ لگہ ہی رہے۔ سال دو سال میں جب بھی ایک یادویا کم و بیش حفاظہ کلام اللہ شریف تیار ہوتے تو راقم السطور کے علاوہ حضرت مولانا احمد سعید صاحب القاسمی کو ضرور دعوت دیتے یعنی دیوبند کے زمانہ طالب علمی کے تعلق کو خوب نہ ہاتے۔ دیوبند قیام کے دوران ان کا تعلق حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری سے ہوا تھا ان ہی سے بیعت بھی ہوئے تھے۔

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی اور حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی عصر بعد کی مجالس میں شریک ہوتے نیز حدیث شریف کے مختلف اساتذہ کرام کے اسپاگ میں سماحت کرتے۔ اس لئے وہاں کے اساتذہ کرام اور ان کے درسی افادات کی وجہ سے مطالعہ سے خاص الگا ہو گیا تھا۔ زندگی سادہ گزارتے اور اپنی ہمت اور حوصلہ کے مطابق دین کا فکر کرتے۔ کشمیر کے معروف نوجوان عالم دین مفتی سید محمد ایوب خلیفہ مجاز حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہی علیہ الرحمہ ان ہی کی ترغیب پر عصری تعلیم ترک کر کے دارالعلوم رحیمیہ میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے آئے۔ مولانا موصوف کی دینی خدمات میں مولوی عبدالرشید صاحب مرحوم کے لئے بھی صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ کی مشیت کئی سال سے ذیابطیس شوگر کے مرض کا شکار ہو گئے۔ آخر کار اپنے وقت موعود پر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اللہ تعالیٰ موصوف کی مغفرت فرمائی جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ پسمندگان اور لواحقین کو صبر جیل عطا فرمائے۔

دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

صدقہ جاریہ حاصل کرنے کا نادر موقع

دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ آپ کا اپنا جانا پہچانا ادارہ ہے جو دین کے مختلف شعبہ جات میں خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس سال (۱۴۴۰ھ مطابق 2019ء میں) شعبہ حفظ و ناظرہ اور عربی میں سات سو سے زائد ایسے طلباء کو داخلہ فراہم کیا گیا جن کے قیام، طعام اور پڑھائی کا منجانب مدرسہ مفت انتظام کیا جا رہا ہے ان پر زکوہ صدقات کی رقم خرچ کی جاتی ہے۔ ان میں سے اس سال شعبان المعتضی میں ۱۲ مفتیان کرام، ۱۸ فضلائے دورہ حدیث شریف، ۹ قاری قرآن حفص اردو، ۱۸ حفاظ کلام اللہ اور ۳۷ سے زائد ناظرہ قرآن کریم والے طلباء پناہن察ب مکمل کر رہے ہیں۔ فلحمد للہ علی ذالک۔

قرب و جوار اور دور دراز کے علاقوں میں تین سو سے زائد صباحی اور مسائی مکاتب کا نظام جاری ہے جن میں دس ہزار سے زائد بچے قرآن پاک اور ضروریاتِ دین سے واقف ہو رہے ہیں۔ ان مکاتب سے اس سال تقریباً ۲۰۰ طلباء ناظرہ قرآن کریم مکمل کیا ہے جبکہ خلاف توقع انہی مکاتب سے چھ طلباء نے حفظ قرآن کریم مکمل کیا ہے۔

فیض عام سکینہ ڈری سکول اور بنات میں ایک ہزار تین سو سے زائد بچے زیر تعلیم ہیں۔ اس شعبہ سے اس سال ۲۳ طلبہ دسویں جماعت میں نمایاں کامیابی حاصل کر کے فارغ ہو گئے۔ اس شعبہ میں پچاس سے زائد بچوں نے ناظرہ قرآن کریم مکمل کیا جبکہ

سابقہ مدرسہ کا تصدیق نامہ اور سند تاریخ پیدائش جمع کرنا ضروری ہے۔

﴿۷﴾ شعبہ حفظ و ناظرہ کے قدیم طلباء کی حاضری ۲۳ رشوال ۱۴۴۰ھ مطابق 8 جون 2019ء بروز سنیخ ہو گی۔

﴿۸﴾ شعبہ جات عربی، تجوید و قرأت و تکمیلات (تکمیل فقہ، تکمیل ادب، تکمیل علوم) میں قدیم طلبہ کی حاضری ۷ رشوال المکرم ۱۴۴۰ھ مطابق 11 جون 2019ء بروز منگل کو ہو گی۔

﴿۹﴾ داغلہ کے وقت سر پرست یا ضامن کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

﴿۱۰﴾ کم عمر بچے جو اپنے سامان وغیرہ کی حفاظت نہ کر سکتے ہوں کو دارالاقامہ (ہوشل) میں داخلہ نہیں دیا جائے گا۔ دارالاقامہ میں قیام کرنے کے لئے کم از کم تیرہ سال کی عمر کا ہونا لازمی ہے۔

﴿۱۱﴾ حالات کے پیش نظر اپنا شاختی کارڈ یا آدھار کارڈ ہر وقت ساتھ رکھنا ضروری ہے۔

﴿۱۲﴾ امیدوار کو صرف دین سیکھنے کے لئے خلوصِ نیت کے ساتھ آنا چاہئے کسی دینیوی عرض سے نہیں۔

﴿۱۳﴾ امیدوار کی وضع قطع مکمل اسلامی طرز کی ہونا لازمی ہے۔

تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کیجئے:-

ناظم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر پن-193502

فون 01957-225271

اکاؤنٹ نمبرات

برائے صدقہ و ذکوٰۃ وغیرہ

006101010000321	کرنٹ اکاؤنٹ دارالعلوم رحیمیہ جے کے بُنک بانڈی پورہ کشمیر
-----------------	--

برائے تعمیر مسجد شریف

0061010100001226	کرنٹ اکاؤنٹ مسجد شریف دارالعلوم رحیمیہ جے کے بُنک بانڈی پورہ
------------------	--

برائے صدقہ جاریہ (تعمیرات، خریدی زمین) وغیرہ

0061010100001532	کرنٹ اکاؤنٹ دارالعلوم رحیمیہ اسٹیٹ بُنک آف انڈیا برانچ بانڈی پورہ
------------------	---

11662154537	کرنٹ اکاؤنٹ دارالعلوم رحیمیہ اسٹیٹ بُنک آف انڈیا برانچ بانڈی پورہ
-------------	---

برائے امداد، عطیہ، اللہ وعوی خیرات

0727040100000386	سیونگ اکاؤنٹ دارالعلوم رحیمیہ جے کے بُنک نشاط پارک بانڈی پورہ کشمیر
------------------	---

ریلیف کے لئے اکاؤنٹ

0061010100001098	کرنٹ اکاؤنٹ ریلیف سیل جے کے بُنک مین برانچ بانڈی پورہ کشمیر
------------------	---

0005010100007472	کرنٹ اکاؤنٹ صدیق اکبر ٹرست جے کے بُنک R-R سرینگر بنام الحمود چلڈران ہوم
------------------	---

0181010100002615	کرنٹ اکاؤنٹ بنام الحمود چلڈران ہوم پارم پورہ نیوفروٹ منڈی سرینگر
------------------	--

مسجد شریف شاہ، ہمدان

0727010100000084	کرنٹ اکاؤنٹ دارالعلوم رحیمیہ نشاط پارک برانچ جے کے بُنک بانڈی پورہ
------------------	--

نوٹ:- آپ جس اکاؤنٹ میں رقم داخل کریں اس کی اطلاع دفتر کو فون 01957-225271 پر ضرور کریں یا موبائل 9419900002 پر SMS کریں تاکہ مدرسہ کے حسابات اور بُنک کے اندر ارجات میں موافقت رہے اور فرق نہ آئے۔

مزید معلومات اور ابطر کے لئے پڑھنے
ناظم دارالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

فون نمبرات: 9419900002, 9906448454 فون نمبر دفتر: 01957-225271

۱۸۵ طلبہ نے ایک یادو پارے حفظ بھی کئے۔

مدرسہ کا کوئی مستقل سفیر نہیں ہے۔ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر فوری طور پر کئی اہم امور زیر کار ہیں۔ آپ ان میں سے کسی ایک میں یا سبھی میں حصہ لے سکتے ہیں۔

جو امور زیر کار ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) خریدی زمین: فی کنال بیس لاکھ روپے۔ آدھا کنال یا ایک مرلہ یا آدھا مرلہ یا کم و بیش بھی آپ حاصل کر سکتے ہیں۔ (ایک مرلہ کی قیمت ایک لاکھ روپے یا نصف مرلہ کی قیمت پچاس ہزار روپے یا کم و بیش جتنی ہست ہو جمع کر سکتے ہیں)

(۲) تعمیر درسگاہیں و دارالاقامہ (لاگت کرہ: پہلی منزل ساڑھے تین لاکھ تقریباً، اوپر والی منزل تین لاکھ تقریباً)

(۳) تعمیر مسجد شریف شاہ، ہمدان (اس مسجد شریف کی تعمیر کا کام بعض رکاوٹوں کی وجہ سے موقوف ہے انشاء اللہ عزیز نصرت سے اس کی تعمیر آسان ہو جائے گی۔ دعا فرمائیں)

(۴) تکمیل تعمیر لاببریری و مطبخ (۵) کتب خانہ کے لئے الماریاں و کتابیں (۶) اساتذہ کرام کے لئے رہائشی مکانات کی تکمیل

اہل خیر حضرات اس کا رخیر میں حصہ لیکر اپنے والدین، متعلقین اور عزیز واقارب کے لئے صدقہ جاریہ بنانے کے لئے نادر اور سنہرے موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اسی طرح سے اس صدقہ جاریہ کا کوئی حصہ خرید کر اپنے بزرگوں، مشائخ اولیاء کرام، صحابہ عظام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ثواب ہدیہ کر سکتے ہیں۔